مہرِ حرا

نعتیہ مجموعہ



محمد آصف قادری

مہرِ حرا

محمد آصف قادری

رُمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز

نام کتاب : مہرِ حرا

شاعر : محمد آصف قادری 0302-5126412

کمپوزنگ : میٹرکس کمپوزرز

پراجیکٹ کوآرڈینیٹر : رضوان اشرف

اشاعت : رمضان المبارک 1434ھ (جولائی 2013ء)

مطبع : فیض الاسلام پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

Rs. 250.00

رُمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز

اقبال مارکیٹ اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی Ph:051 - 5551519

ڈسٹری بیوٹرز / اشرف بک ایجنسی کمیٹی چوک اقبال روڈ راولپنڈی فون 051-5531610

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ

النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الْحَبِيْبِ الْعَالِي الْقَدْرِ الْعَظِيْمِ

الْجَاهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

قطعہ تاریخ

کارِ توصیفِ محمد ﷺ کیا کرے گا خود کوئی
یہ خدا کی دَین ہے یہ ہے عطائے مصطفیٰ

قابلِ رشک ہے جو آصف قادری کا کام ہے
اہتمامِ نعتِ محبوبِ خدا اس نے کیا

واصفانِ سید الکونین میں شامل ہے وہ
اس میں کیا شک، بخت آصف قادری کا ہے رسا

یہ کتابِ خوب ہے، ذوق آفریں و کیف بخش
صاحبانِ ذوق میں اس کو سراہا جائے گا

اس میں اخلاص و عقیدت کے محبت کے ہیں پھول
خوب صورت ہے یہ گلزارِ ثنائے مصطفیٰ

اس کتابِ روح پرور کی رقم تاریخ کی
میں نے طارقؔ "زیبِ فلکِ عظمتِ مہرِ حرا"

۲۰۱۳ء

محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کے نام

فہرست

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آصفؔ قادری واہ کینٹ میں پیدا ہوئے۔ طبیعت موزوں تھی چنانچہ طالب علمی کے زمانہ سے ہی نعت گوئی کی طرف مائل ہو گئے۔ آصفؔ قادری کے نعت گوئی کے محرکات دینی شعور اور ثنا خوانیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ نعت میں کسی خاص شاعر کی شاگردی اختیار نہیں کی۔ اپنے گردوپیش کے شاعروں میں عثمان ناعم، سید منظور الکونین اقدس، حنیف نازش قادری، یاور عظیم اور عارف قادری سے مشورہ سخن کرلیا کرتے ہیں۔ مہرِ حرا ان کا پہلا مجموعہ ہے۔ چنانچہ ان کی نعتوں میں فنی رموز و نکات کی تلاش قبل از وقت ہوگی۔ البتہ ان کی نعتوں میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جذبہ قابلِ ستائش ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم سے خطاب کیا کہ واما بنعمت ربک فحدث یعنی اپنے پروردگار کی نعمتوں کا ذکر کیا کیجئے۔ چنانچہ ہم حدیثوں میں دیکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذات وصفات، اپنی عظمت و رفعت اور کمالات کا یہ اہتمام ذکر فرماتے نظر آتے ہیں۔ ان کے وصال کے بعد اب یہ فریضہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اہتمام کے ساتھ ذکر کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں جو اس نے ہمیں بخشی ہیں۔ جیسے مال و دولت اور اولاد وغیرہ جس کا ذکر ہم استحسان کے ساتھ کرتے رہتے ہیں ان مذکورہ نعمتوں میں ہمارے لیے سب سے بڑی نعمت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ثنا گرانِ

رسالت مآب ﷺ اسوۂ حسنہ کے بیان میں سرگرمِ سخن دکھائی دیتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو کہ نعت گوئی مشغلہ نہیں عبادت ہے اور فرمانِ خداوندی کی بجاآوری ہے۔ خوش بخت ہیں وہ لوگ جو مدحتِ سلطانِ مدینہ میں رطب اللسان ہیں۔ آصف قادری کا تعلق انہی خوش بخت لوگوں میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے وجدان کا سب سے بڑا حصہ انہی شاعروں کو بخشا ہے۔ ان کا یہی وجدان بالآخر عرفان کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ یہی وجدان شاعروں کو چاند، تاروں اور کہکشاؤں، کوہ و دریا اور باغ و راغ سے ہمکلام کر کے عرفان کی منزل تک پہنچا دیتا ہے۔

آئیے نفسیاتِ انسانی کے تناظر میں ہم شاعروں کی شاعرانہ عظمت کا جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ شاعر کس طرح تخلیقی مراحل سے گزر کر کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ ہم اپنے بڑوں سے سنتے آئے ہیں کہ شاعر بنایا نہیں جاتا بلکہ وہ ماں کے شکم سے ہی شاعر پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تخلیق کار چھوٹی عمر سے ہی اپنے ہم عصروں سے منفرد نظر آنے لگتا ہے۔ غالبؔ اور اقبالؔ چھوٹی عمر سے ہی اپنے ہم عمر بچوں سے منفرد نظر آتے تھے۔ ان میں ہر ایک نے طالب علمی کے زمانے سے ہی مشقِ سخن شروع کر دی تھی۔ مطالعے سے ثابت ہوتا ہے کہ معروف ادیب اور شاعر اپنے لائق اور قابل اساتذہ یا والدین کے زیرِ سایہ تربیت حاصل کی تو ان کی تخلیق کاری کو شروع سے پھلنے پھولنے کا موقع مل گیا اور جلد ہی انہوں نے اس کا اظہار شروع کر دیا۔ غالبؔ اور اقبالؔ طالب علمی کے زمانے سے ہی شاعری شروع کر دی تھی۔ وہ بچپن سے ہی اپنی گفتگو میں بعض ایسے فقرے ادا کر جاتے تھے جن سے ان کی تخلیقی صلاحیتوں کا اندازہ ہو جاتا تھا۔ یوں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ کسی تخلیق کار کو خوش بختی سے اگر پختہ کار لوگوں کا ماحول مناسب عرصہ کے لیے میسر آگیا تو اس کی تخلیق میں اس ماحول کا عکس نمایاں نظر آنے لگتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ سرقہ اور پیروی کے بغیر ایجاد کا ملکہ حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس اگر تخلیق کار سہل پسندی کا شکار ہو گیا تو سرقہ کی طرف مائل ہو کر اپنی فطری صلاحیتوں سے محروم ہو کر پردۂ گمنامی میں چلا جاتا ہے۔ ایک حقیقی

فنکار اپنی فطری صلاحیتوں سے کام لیتا ہے اور اپنی دنیا آپ پیدا کرنے کی کوششوں میں مصروف رہتا ہے۔ وہ سہل پسند ہوتا ہے نہ آورد کو گوارہ کرتا ہے۔ اسے دوسروں کے چبائے ہوئے نوالوں سے سخت نفرت ہوتی ہے۔ بلکہ اس کی غیرت مند طبیعت تقریباً اسے حرام سمجھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسا تخلیق کار جلد یا بدیر تخلیقی دنیا میں نام پیدا کر لیتا ہے۔ الحمد للہ! آصفؔ قادری کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو نعت گوئی کا فطری رجحان رکھتے ہیں۔ مہر حرا کے مطالعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کے دل میں عشقِ رسول ﷺ کا جذبہ فراواں دنیائے نعت گوئی میں انہیں ہمہ وقت رواں دواں رکھتا ہے۔

شاعری میں لفظوں کی سادگی اور سلاست کے جذبات کے اظہار کے لیے ضروری قرار دیا جاتا ہے یہ شرط ان کے ہاں فطری طور پر پوری ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ سلاست کے حوالے سے چند اشعار پیش خدمت ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

دامن مصطفی تھام لو عاصیو!
یہ وسیلہ ہی محشر میں کام آئے گا

......

کیوں سطوتِ شاہاں کے قصائد کروں مرقوم
خوش بخت ہوں سرکار کا میں نغمہ سرا ہوں

......

یاد جب رحمتِ عالم کو کیا مشکل میں
یک بیک مرحلے مجھ پہ ہوئے آساں کتنے

......

کیوں کھاؤں بھلا ٹھوکریں در در کی جہاں میں
جب قاسمِ نعمت کا ازل سے میں گدا ہوں

نسبت بڑی چیز ہے نسبت کی وجہ سے اشیاء ادنیٰ سے اعلیٰ ہو جاتی ہیں۔ نسبت جتنی

اعلیٰ ہوگی اشیاء اتنی بلند اور اعلیٰ سمجھی جائیں گی۔ چادر نہ جانے کتنے ہی لوگ اوڑھ لیتے ہیں لیکن وہ چادر جسے محبوبِ خدا نے اوڑھ لی وہ وحی الٰہی (یا ایھا المزمل) کا حصہ بن گئی۔ کوہ طور پر اللہ عزوجل نے اپنے تجلی کی ارزانی کی تو وہ جمالِ خداوندی کی تاب نہ لا کر جل گیا۔ ہم آج اس کے ریزوں کو سرمہ بنا کر اپنی آنکھوں میں سموتے ہیں۔ ان پتھروں کو اللہ کی تجلی سے نسبت ہوگئی تو اسے یہ اعزاز حاصل ہوگیا کہ ہم اسے اپنی آنکھوں میں جگہ دیتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس پتھر پر چڑھ کر اذان دی اللہ تعالیٰ نے اسے زیارت گاہِ عالم بنا دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی طوفان سے کشتی صحیح سلامت کنارے سے اس لیے لگ گئی کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تابوت رکھی ہوئی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ اس لیے قبول ہوئی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا وسیلہ پیش کیا تھا۔ حضرت کلیم اللہ نے کوہ طور پر 'ارنی' کا تقاضا کیا تو جواباً کہا گیا کہ موسیٰ مجھے تو سب سے پہلے حضرت محمد ﷺ دیکھیں گے بعد ازاں ان کی امت دیکھے گی تم تو تیسرے نمبر پر ہو۔ سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کو یہ اعزاز اس لیے بخشا کہ اسے نبی کریم ﷺ سے نسبت ہے۔ چنانچہ آصف قادری بھی اپنی اس نسبت پر نازاں ہیں اور کہتے ہیں کہ

مل گیا ہے آپ کا رحمت بھرا دامن ہمیں
خوب نسبت اور قسمت ہے ہماری واہ وا

مرنے کے بعد نکیرین تین سوالات کرتے ہیں جن میں سے ایک سوال نبی کریم کے روئے مبارک کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں کہ ما کنت تقول فی حق ھٰذا الرجل یعنی اس شخص کے بارے میں تم کیا کہا کرتے تھے (یعنی تمہارا عقیدہ کیا ہے) تو جو شخص آپ ﷺ کی محبت میں بے خود و سرشار رہا ہو اور آپ کے اسوۂ حسنہ پر کاربند رہا ہو تو فی الفور پکار اٹھتا ہے ھٰذا الرجل رسول اللہ و نبی یعنی یہ صاحب اللہ کے رسول اور میرے نبی ﷺ ہیں۔ اس نکتے کو آصف قادری نے بکمال سلاست بیان کیا ہے پڑھئیے اور ان کے اس جذبے کی داد دیجئے

پھر چٹکتی رہے گی وہاں چاندنی
جب لحد میں وہ ماہِ تمام آئے گا

حدیث قدسی ہے لولاك لما خلقت الافلاك یعنی اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتے تو میں افلاک بھی نہ بناتا۔ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا مقصد تخلیق کائنات نہیں بلکہ غایتِ کن فیکون آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے۔بقیہ تمام چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل علم شہود میں آئیں۔چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ اللہ معطی وانا قاسم یعنی اللہ عطا کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔اس پر دور کی کوڑی لانا کہ یہ حدیث صرف علم کی تقسیم سے متعلق ہے۔نہایت مہمل بات ہے۔جب اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح کر دی کہ میری تخلیق کا مدعا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات گرامی ہے۔بقیہ تمام چیزیں آپ کے طفیل وجود پذیر ہوئیں اس پر یہ گرہ لگانا کہ یہ حدیث صرف علم سے متعلق ہے نہایت سطح بات ہے۔اس پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیے!! بہر کیف اس گفتگو کو یہیں چھوڑتے ہیں کہ اعتراضیوں کا تو شیوہ ہی شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تحدید ہے۔آئیے دیکھتے ہیں کہ آصف قادری نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ قاسمیت کے متعلق کیا کہا ہے

بہار ان کے دم سے ہے ہر دم چمن میں
انہی کی بدولت کھلی ہر کلی ہے

اسی حوالے سے راقم الحروف کا یہ مطلع بھی ملاحظہ کیجئے تاکہ سند کے لیے کہیں اور جانا نہ پڑے۔

قاسمِ دہر مجھے حسبِ تقاضا دے دے
دیدۂ شوق ہوں میں بے تاب نظارا دے دے

دنیا میں بڑے بڑے نامور شعراء گزرے ہیں جن کی فصاحت بیانیہ اور طلاقت لسانیہ کا بڑے شد و مد سے ذکر کیا جاتا ہے اور انہیں عظیم شاعر ہونے کا فخر بھی حاصل ہے مگر اس آنی جانی دنیا میں کاکل و رخسار اور محبوب مجازی کے حسن و جمال کے حوالے سے شہرت حاصل

کرنے والے شاعروں کے حق میں نہیں کہ میں اسے وجہ ندامت سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک حقیقی شہرت وہی ہے جس کا حوالہ عشقِ رسول ﷺ ہے۔ ایسی شہرت جو حسان بن ثابت اور کعب بن زہیر رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوئی یا امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اور عاشق صادق جامی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی۔ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کے مقلدین یا وہ لوگ جو واما بنعمتِ ربك فحدث کا پاس رکھتے ہوئے نعت گوئی اختیار کرتے ہیں۔ حقیقی شہرت کے حامل ہیں۔ یہ لوگ اگر اپنی سخن طرازی پر فخر کرتے ہیں تو یقیناً انہیں زیبا ہے۔ انہیں لوگوں میں سے آصف قادری بھی ہیں جنہیں اپنی شعر گوئی پر فخر و ناز ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں

سرکار کا یہ مجھ پہ کرم کتنا ہے آصف
ہے ساتھ مرے نعت کی سوغات مسلسل

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم ترجمہ: تمہیں میں سے ایک رسول آیا جس پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے وہ تمہیں بہت چاہتے ہیں اور مومنوں کے لیے سراپا رحمت و رافت ہیں اس حوالے سے آصف قادری کا یہ نہایت اثر انگیز شعر ملاحظہ کیجئے اور انہیں تحسین پیش کیجئے

تھامنے ان کا کرم آیا مجھے
جب غمِ دوراں سے گھبرانے لگا

حدیث میں آیا ہے کہ ایک دن جبریل امیں آئے اور بحکم ایزدی آپ ﷺ کو دنیا کے خزانے کی کنجی دے گئے گویا خالق کائنات نے آپ ﷺ کو مالکِ کائنات بنا دیا۔ آپ ﷺ کی قاسمیت کے حوالے سے پہلے ہی بات کی جا چکی یہاں قند مکرر کے طور پر آصف قادری کا ایک مزید شعر ملاحظہ کیجئے

وہی سارے جہاں میں نعمتیں تقسیم کرتے ہیں
انہیں رب نے بنایا مالک و مختار کیا کہنا

ہر مسلمان خاکِ مدینہ سے قلبی تعلق رکھتا ہے چنانچہ اس کے نزدیک یہ شہرِ نور جنت سے کسی طرح کم نہیں اور گنبد خضریٰ کی تو بات ہی اور ہے کون مسلمان ہے جو اس کشش انگیز اور کیف پرور منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی تمنا نہیں رکھتا اسی تمنا کا اظہار آصف قادری نے بھی مختلف زاویوں سے کیا ہے۔ میں یہاں مدینہ منورہ اور گنبد خضراء کے حوالے سے چند شعر پیش کرتا ہوں انہیں پڑھئیے اور عاشق صادق کے جذب و کیف کا اندازہ کیجئے

روتے ہیں تڑپتے ہیں کہتے ہیں یہ دیوانے
کس روز بنیں گے ہم مہمان مدینے کے

......

خوش نصیبوں نے جا کے دیکھی ہے
نور کی انتہا مدینے میں

......

یہی ہے تمنا یہی آرزو ہے
کہ دیکھوں میں اک بار شہرِ مدینہ

اور اب سبز گنبد کے حوالے سے دو شعر ملاحظہ کیجئے

ہے دعا سبز گنبد کے سائے تلے
بس نکل جائے دم ہو کرم ہو کرم

......

پُر کیف ہے دلکش ہے بہت اس کا نظارہ
انگشتریِ دنیا ہے نگیں گنبدِ خضریٰ

تخلیقی صلاحیتوں کا اہم عنصر تخلیق کار کی خوش بیانی ہے۔ جس میں وہ مسلسل ایک ہی موضوع پر مختلف انداز میں اظہار خیال کر کے اپنے دعویٰ کی دلیل کو پختگی سے ہمکنار کر کے اپنے اسلوب کو دلکش بناتا ہے۔ اس ضمن میں آصف قادری بھی مختلف انداز اور پہلوؤں سے

اپنے جذبے کا اظہار کرتے ہیں ان کا یہ ہنر مندرجہ ذیل اشعار میں نمایاں ہے

پرِ روح القدس لگ جائیں مجھ کو
بلاوا آپ کا ہے اور میں ہوں

......

ان کے در سے مانگنے والا فقیر
ہم نے یہ دیکھا سکندر ہو گیا

اس کتاب میں حمد، نعت، مناقب اور سلام ہیں جو آصفؔ قادری کی خدا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا بھرپور اظہار ہے اور بروز حشر ان کی بخشش کا سامان بھی مہیا کرتے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ آصفؔ قادری کے اس گراں مایہ مجموعے کو سند قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

مشہورِ زمانہ ہو کلامِ آصفؔ
بخشش کا بہانہ ہو کلامِ آصفؔ
دنیا کی تمنا ہے اگر مال و زر
آصفؔ کا خزانہ ہو کلامِ آصفؔ

خاکِ پائے شہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عثمان ناعم

پیشوائی

نعت حضورِ اکرم ﷺ کا زیرِ نظر مجموعہ "مہرِ حرا" واہ کینٹ کے نعت گو شاعر محمد آصف قادری کا ہے۔ واہ کینٹ کی نعتیہ محفلیں برادرم سید منظور الکونین اقدسؔ کے لب و لہجہ سے نعت کا گلزار بنی ہوئی ہیں۔ نعت کے حوالے سے ان کی خدمات چھ دہائیوں سے زائد عرصے کو محیط ہیں۔ اس عرصے میں انہوں نے نہ صرف سامعینِ نعت کے دلوں کو گرمایا بلکہ نئے لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی بھی کی۔ معروف صوفی شخصیت مارٹن لنگز (ابو بکر سراج الدین) نے تصوف کیا ہے؟(What is Sufiism?) میں بعض فیض رساں لوگوں کو "شجر الاشجار" سے تشبیہ دی ہے۔ سید منظور الکونین اقدسؔ بھی ایسے لوگوں کی مثال ہیں جن کا سایۂ اثر اردگرد کے لوگوں، بستیوں اور آبادیوں پر ہوتا ہے۔ لہٰذا واہ کی نعت کا ذکر آتے ہی سید منظور الکونین اقدسؔ کی خدمات پر توجہ کا جانا فطری امر اور احترام و ادب کا تقاضا ہے۔ محمد آصف قادری بھی انہی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ خدا انہیں صحت و تندرستی سے خدماتِ نعت کی مزید توفیقات سے نوازے۔ آمین

محمد آصف قادری کی نعت کا نمایاں وصف ان کی سادہ بیانی ہے۔ اُن کی نعت کی جملہ صفات کا سبب ان کی نعت گوئی کا یہی محوری وصف ہے۔ اس کی وجہ ان کی خوش لحنی بھی ہے۔ جس نے ان کے الفاظ، بحورِ نعتیہ، زمینوں اور بہ حیثیت مجموعی ان کے ماحولِ نعت میں شیرینی اور غنا کے عناصر کو ملحوظ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ہاں سلاست، اخلاص اور تاثیر کے دھارے اسی سادہ بیانی کی عطا ہیں۔ تراکیب اور شعری زمینوں کی تلاش و جستجو میں انہیں کسی تکلیف کے تجربے سے گزرنا نہیں پڑتا۔ بے ساختگی ان کی سادگی کی ہم رکاب ہے۔ "از دل خیزد بر دل ریزد" والی کیفیات اسی بے ساختگی اور فطری سادگی کی پیدا کردہ ہیں۔ علامہ اقبال نے "والدہ مرحومہ کی یاد میں" نظم لکھتے ہوئے ایک شعر کہا ہے:

زندگی کی اوج گاہوں سے اتر آتے ہیں ہم
الفتِ مادر میں طفلِ سادہ رہ جاتے ہیں ہم

یہ ایک حقیقت ہے ایسی محبت میں عقل و دانائی، دنیا کے مال و منال اور رتبہ و شہرت کی کیا حیثیت؟ آدمی اپنے آپ کو جتنا حقیر، بے مرتبہ اور سادہ و عاجز سمجھے اتنا ہی اس کے لیے بہتر ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی بارگاہِ جہاں نواز میں جاتے ہوئے آدمی ''الفتِ مادر'' والے جذبے کو اور ہزار گنا گہرا اور شدید کرلے۔ اسی میں اس کی عظمت اور بہتری ہے اس کی عقیدت کی اصلاح اور اسکے فن کی فلاح کے سبھی راستے اس کے ''طفل سادہ'' رہ جانے ہی میں ہیں۔ نعت نگاری میں جس نے جو کچھ پایا اسی عاجزی اور سادگی کے سبب پایا۔ بڑے بڑے نامور فارسی اور اردو شاعروں کی قادر الکلامی کے اظہار کے نمائندہ، فنی صنعتوں سے مرصع، تراکیب و تشبیہات کی نادر کاری پر مشتمل نعتیہ قصیدوں کا مطالعہ کیجئے تشبیب کی مہارتِ سخن، پایان قصیدہ میں دعا و التجا کے مقام پر پہنچتے پہنچتے سلاستِ فن بن جاتی ہے۔ اس کی بھی اگلی ساعت خموشی اور گریہ ہے۔ خوش قسمت ہے وہ نعت گو جس کا فن ان اخلاص زاد اور تاثیر نژاد کیفیات تک پہنچ جائے۔ بقول خورشید رضوی

شان ان کی سوچئے اور سوچ میں کھو جائیے
نعت کا دل میں خیال آئے تو چپ ہو جائیے

بقول حافظ صوفی افضل فقیر

شایانِ بارگاہِ پیمبر نہ تھی فغاں
آنسو بنا دیا ہے اسے احترام نے

تذکارِ نعت کے مبارک سلسلے بات کو ذات اور ذات کو کیفیات تک پہنچا دیتے ہیں اور خارج کے احوال کا ذکر کرتے ہوئے داخل کے کئی حوالے بیان سے آمیز ہو جاتے ہیں۔

محمد آصف قادری کا نعتیہ مجموعہ ''مہرِ حرا'' کئی اعتبار سے لائق تحسین ہے۔ اس کا بڑا سبب تو حضور اکرم ﷺ سے محبت و عقیدت کا وہ بنیادی جذبہ ہے جو نعت کے موضوع اور

صنف کی روحِ رواں ہے۔آپ اسے یہ جذبہ جتنا قوی اور شدید ہوگا نعت میں فدویت و جاں سپاری کی آنچ اتنی ہی تیز ہوگی یوں آپ کی شخصیت سے جزئیات کی وابستگی آپ کے پیغام، سیرت آل اطہار، صحابہ کرام اور امت مسلمہ کے مسائل و افکار سے آپ کی ذات ستودہ صفات کے آفاقی اور ابدی فیضان کے مضامین و موضوعات سے نعت پارے کشید کرے گی۔مقام اطمینان ہے کہ ''مہر حرا'' کی نعتوں میں یہ بنیادی جذبہ عقیدت و محبت موجود ہے۔اس نعتیہ مجموعہ کی دوسری بڑی خوبصورتی اس میں شامل نعتوں کی سادگی، روانی اور خوش آہنگی ہے۔ مصنف نے اپنی نعتوں کی ردیفوں سے اس خوش آہنگی کو نہ صرف ابھارا ہے بلکہ ان کے ذریعے نعتوں کی فضا میں ایک سرشاری کی کیفیت بھی پیدا کر دی ہے۔ان کی کچھ نعتوں کی ردیفیں دیکھئے۔

ارمان آپ کے۔۔۔۔حضور کی باتیں۔۔۔کائنات ہے سرکار آپ سے۔۔۔ضیا سے ہے۔۔۔سہارا مل گیا۔۔۔نام آئے گا۔۔۔سفر کر رہا ہوں۔۔۔کرم چاہتا ہوں۔۔۔امیں گنبدِ خضرا۔۔۔شہرِ مدینہ۔۔۔کرم ہو کرم۔۔۔انتہا حضور ہیں وغیرہ وغیرہ۔

محمد آصف قادری نے اپنی نعتوں میں ردیف کی تکرار سے خوش آہنگی پیدا کی ہے۔ ان نعتوں کو اگر خوش الحانی سے پڑھا جائے تو یہ خوش الحانی ان کی نعتوں کی تاثیر میں نمایاں اضافہ کی موجب ہوگی۔

''مہر حرا'' میں غزل کی ہیئت میں نعتیہ کلام کے علاوہ قطعات کی صورت میں بھی نعت کا نمایاں اثاثہ موجود ہے۔اسی طرح اس کتاب میں منقبت کے بھی خوبصورت نمونے موجود ہیں۔بحیثیت مجموعی یہ ''نعتیہ مجموعہ'' آج کے نعتیہ منظر نامے میں ایک منفرد اضافہ ہے۔جس کا ظہور واہ کینٹ کی سرزمین سے ہو رہا ہے۔ جس کو برادرم سید منظور الکونین جیسے نعت کاروں کی سکونت کا شرف حاصل ہے اور جو اردو کی دنیائے نعت میں اپنی خوش الحانی کے سبب ایک معتبر مقام رکھتے ہیں۔

اللہ کا اپنے بندوں پر سب سے بڑا کرم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارک ہے اور اہلِ شعر پر اللہ کا بڑا احسان، آپ سے محبت کا جذبہ ہے۔ بقول محمد آصف قادری

اللہ کا بڑا ہی کرم اس پہ ہو گیا
جس کو عطا ہوئی ہے محبت حضور کی

بلاشبہ نعت نگاری، توفیق خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری محبت کو اطاعت سرشت بنائے اور ہماری نعت گوئی کو اظہارِ عقیدت تحفیظ عقیدہ کی ایمان پرور حدود میں رکھے۔ آمین۔

عصرِ حاضر میں اردو نے پوری شاعری کے اندر جو مقام و مرتبہ حاصل کیا ہے۔ اس میں بڑے شاعروں کے علاوہ چھوٹے شہروں کے ایسے باکمال نعت کار بھی سامنے آئے ہیں۔ جنہوں نے اپنے لب ولہجہ، لحن اور تخلیق کی کارکردگی سے نعت کی روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ آج کے منظرنامے میں علاقائی مطالعات کے حوالے سے "واہ" کو ایک انفرادیت حاصل ہے۔ جنابِ سید منظور الکونین اقدسؔ اور ان کے دوسرے رفقائے کار کی مساعیٔ جمیلہ سے اردو نعت کو جو فروغ واہ میں حاصل ہوا ہے اس میں پرانے ناموں کے ساتھ ساتھ کئی نئے نام بھی ہمارے سامنے آتے ہیں۔ قادری صاحب ایک ایسے ہی ابھرتے ہوئے نعت کار ہیں جنہوں نے اپنی آواز کے ساتھ اور اپنی مساعی کے ساتھ اردو نعت کی روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ ان کی شاعری میں جذبۂ فطرت اور جانثاری کے اظہار میں جو سب سے نمایاں وصف نظر آتا ہے وہ ان کے لب و لہجے کی سادگی ہے۔ انہوں نے نعت کے اس انداز کو پیشِ نظر رکھا ہے جس میں دل سے نکل کر دل پر اثر کرنے والی بات ہمارے سامنے آتی ہے جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ "از دل خیزد بر دل ریزد" نعت کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ نعت کا ایک انداز علمی ہے جیسے کہ بہت ساری نعتیں رسائل میں چھپتی ہیں۔ لیکن نعت کا ایک انداز ایسا بھی ہے کہ جو علمی ہونے کے ساتھ ساتھ عوام کے ساتھ اپنا رابطہ برقرار رکھے ہوئے ہے اور دراصل اردو نعت کے فروغ میں اسی انداز کی نعت نے گزشتہ تیس چالیس سال میں بڑا

کام کیا ہے۔ گھر میں نعتیہ مجالس ہوں یا میلاد کی مجالس یا نعت کے حوالے سے سیمینار ہوں وہاں پڑھی جانے والی نعتیں خاص طور پہ جو سادگی کے ساتھ ترسیل فکر اور اظہارِ جذبات کا فریضہ سرانجام دیتی ہیں بہت ہی زیادہ معروف رہی ہیں اور انہوں نے لوگوں کے دماغوں اور دلوں کو روشن کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی زبانوں پر بھی راج کیا ہے۔ قادری صاحب ایک ایسے ہی نعت کے شاعر ہیں جنہوں نے نعت کے جملہ موضوعات کو ایک شائستگی اور خوبصورتی کے ساتھ اپنی نعتوں میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ نعت کے جملہ موضوعات میں وہ تمام مرحلے شامل ہو جاتے ہیں جو حضور ﷺ کے پیغام، ان کی شخصیت، ان کے اوصافِ حمیدہ، ان کے اہلِ بیت، ان کے اصحاب اور دوسرے جتنے بھی مناسبات ہیں جیسے مدینہ، مدینے کی ہوا، فضا اور مسجد نبوی ﷺ کے مختلف حصے یہ تمام چیزیں ایک قرینے کے ساتھ ان کی نعت کے اندر آئی ہیں۔ یوں ان کی نعت دراصل ایک روحانی سفر کی ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ جس میں مدینے کی تمنا، وہاں جا کر رہنے کی خواہش، وہاں کی برکات سے پوری طرح فیضیاب ہونے کے ارمان اور پھر مدینہ کی دوری میں پیدا ہونے والے وہ خزینہ جذبات جو ہر اس شخص کی آنکھوں میں آنسو بن کے چمکتے ہیں جو مدینہ شریف سے محبت کرتا ہے اور وہاں جا کر رہنے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ ان کی نعت کے اندر نعت کی شائستگی کو ملحوظ رکھا گیا ہے، اس بات کی اس لیے بھی بتانے کی ضرورت ہے کہ بعض لوگ عقیدت کے اظہار میں عقیدے کی بھی حدوں کو پار کر جاتے ہیں۔ لیکن قادری صاحب کی نعت کے اندر ایک ایسا سنبھلا ہوا انداز ہے جس میں انہوں نے عقیدے کے پورے احترام کے ساتھ اپنے نعتیہ جذبات کو نعت کے اندر پیش کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا پہلا مجموعہ نعت ہے جیسے جیسے وہ مزید نعت کی طرف مزید محنت کریں گے اور زیادہ نعتیں لکھیں گے آنے والے مجموعے ان کی بہتر نمائندگی کا فریضہ سرانجام دیں گے۔ میں نعت کے حوالے سے ان کی کوششوں کو احترام کی نظر سے دیکھتا ہوں اور انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک مجلسی اندازِ نعت کو جس سادگی کے ساتھ عقیدت کے

جذبے کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیش کیا ہے اس سے نہ صرف واہ کینٹ کی نعت کو فروغ ملا ہے بلکہ اس کے اثرات واہ سے باہر کے شہروں کی نعت کو بھی تقویت دے رہے ہیں۔

عرضِ حب و وِلا مبارک تجھ کو
یہ جذبِ عقیدت وثنا مبارک تجھ کو
مقبول ہو بارگاہِ آنحضرت میں
آصف مہرِ حرا مبارک تجھ کو

دعاگو

پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید

نعت......ایک روحانی سفر

نعت پاک سننا، کہنا اور پڑھنا ایک ازلی ابدی حقیقت ہے۔ یہ ایک روحانی سفر ہے۔جس کا منتہائے مقصود حضوریوں کے جلو میں قربِ باری تعالیٰ ہے۔نعتِ پاک سرکار رسالت مآب ﷺ وہ حبل اللہ جسے کمال اعتصام سے تھام کر بام الوہیت تک رسائی ممکن ہے اور جنہیں یہ رتبۂ بلند ملا ان کا ذکر بھی اس ذکر کے صدقے سارے جہان میں پھیل گیا۔

جناب آصف قادری انہیں خوش نصیب لوگوں کی قطار میں مؤدب کھڑے اس انتظار میں ہیں کہ ان کے جذبِ دروں کو کب اذنِ حضوری عطا ہوتا ہے۔کہ وہ بامِ الوہیت کی طرف ان حضوریوں کے واسطے سے بمنزل رسید ہوں۔

آصف قادری جناب رسالت مآب ﷺ کے بے دام غلام ہیں۔ایک شریف النفس انسان، والدین کی تمناؤں کا مرکز و محور، بزرگوں کی دعاؤں اور دوستوں کی نیک خواہشات کا حقیقی ثمر ہیں۔نفیس نعت گو اور خوش گلو نعت خوان ہیں۔خوش گلوئی عطاءِ ربی ہے۔شعروسخن کی ابتدائی منازل طے کر رہے ہیں۔لیکن ان میں ارتقاء وعروج کے وسیع امکانات موجود ہیں۔بڑے سلیقے سے سخن شعاری اختیار کرتے ہیں۔نہایت موزوں تراکیب، ندرتِ فکر، طبیعت میں جولانیاں لیکن دامن احتیاط شرطِ لازم ہے۔مقام حضور ﷺ

،اختیارِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، آدابِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خوب شناسائی ہے۔کوئی بات خلافِ شرع و دیں نہیں کہتے۔اپنے رب کی وحدانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کا بے پناہ وجدانی وشعوری تیقن رکھتے ہیں۔یہی وہ اہم باتیں ہیں جو ان کے احاطۂ ادراک میں ابتداء ہی سے آچکی ہیں۔الحمد للہ

میں آصف قادری کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت انہیں اپنے روحانی سفر میں حضوری کی جلو میں نعت گوئی اور نعت خوانی کے اعلیٰ مقامات پر فائز فرمائے اور انہیں رحمت وتائیدِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نصیب ہو۔آمین ثم آمین

خاکِ دہلیزِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

منظور الکونین اقدس

نعت گو ہیں ایسے آصف قادری
جن کا دل ہے مظہرِ حبِ نبی

مطلعِ انوار ہے ان کا کلام
ہے درخشاں جس کی ہر سو روشنی

ان کا طرزِ فکر ہے ان کی شناخت
ان کی نعتیں ہیں سرودِ سرمدی

لحن میں ہے ان کے ایسا سوز و ساز
ذہن کو ملتی ہے جس سے تازگی

روح پرور ان کا ہے حسنِ بیاں
موجزن ہے جس میں روحِ شاعری

میں ہوں برقیؔ ان کے فن کا معترف
ہے جو وجہِ انبساط و سرخوشی

ڈاکٹر احمد علی برقیؔ

مدح گوئے حبیبِ رب آصفؔ
جاں نثارِ شہِ عرب آصفؔ

دم بہ دم ان کا ذکر ان کا خیال
مائلِ نعت روز و شب آصفؔ

کیوں نہ پھر با نصیب بھی ٹھہرے
ہے بہر گام با ادب آصفؔ

کیوں نہ تجھ کو ملے پذیرائی
مصطفیٰ ہیں تری طلب آصفؔ

کشتۂ عشقِ سرورِ دو عالم کا
خوب تجھ پر جچے لقب آصفؔ

روشنی میں گندھے ہوئے مصرعے
نور زا تیرے شعر سب آصفؔ

سادہ لہجے میں بات کہنے کا
خوب پایا ہے تو نے ڈھب آصفؔ

نام تیرا رہے گا رخشندہ
وصفِ سرکار کے سبب آصفؔ

ہو کے راضی قبولیت کی سند
تجھ کو بخشیں وہ کیا عجب آصفؔ

عارفِؔ بے نوا کی ہے یہ دعا
پائے دیدِ حبیبِ رب آصفؔ

محمد عارفؔ قادری

پیشِ لفظ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح سرائی اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنت ہے۔ چاہے شاعری ہو یا نثر یا آواز کی صورت، کوئی بھی سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح وثنا کا حق ادا نہیں کرسکتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو کوئی دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کچھ بھی لے کر پیش ہوتا ہے وہ سب انہیں کی اجازت سے ہوتا ہے۔ جس کو جنابِ افتخار عارفؔ نے یوں بیان کیا ہے

دعا بغیر، اجازت بغیر، اذن بغیر
ہم ایک لفظ سپردِ قلم نہیں کرتے

میری خوش بختی ہے کہ مجھے بھی بارگاہِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنا نذرانہ پیش کرنے کے لیے چُن لیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں، میں سمجھتا ہوں سب کچھ پیر و مرشد حضرت مولانا محمد الیاس عطارؔ قادری مدظلہٗ العالی کی روحانی سرپرستی سے ممکن ہوا ہے نیز اس میں گھر کے ماحول، حلقۂ احباب اور دوستوں کا بہت کردار ہے۔

میرے اولیں استاد جن سے قرآن پاک ناظرہ کی تعلیم حاصل کی جناب صوفی محمد عظیم جو بہت خوش الحان نعت خواں ہیں اور قریبی دوست فخر السادات، عالم اسلام کے مایہ ناز نعت خواں جناب سید زبیب مسعود جن کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ محبت اور نعت خوانی نے مجھے نعت خوانی کی طرف مائل کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں جزا عطا فرمائے۔

نعت خوانی و نعت گوئی کے حوالے سے عالم اسلام کی مایہ ناز شخصیت جناب سید منظور الکونین اقدسؔ نے قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی میں ان کا تہِ دل سے ممنون ہوں۔

خصوصی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا وطن عزیز کے مایہ ناز صاحب طرز نعت گو جناب عثمان ناعم کا جنہوں نے بڑی محبت سے کتاب کا مجموعی طور پر تجزیہ کرتے ہوئے دیباچہ تحریر فرمایا، نعت کے حوالے سے معروف شاعر و نعت سکالر پروفیسر ڈاکٹر ریاض مجید اور صدارتی

ایوارڈ یافتہ مداحِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سید منظور الکونین اقدس کا جنہوں نے کتاب پر قیمتی آراء سے نوازا۔ ڈاکٹر اعظم رضا تبسم کا بھی مشکور ہوں جنہوں نے بڑی محبت سے رائے دی اور اپنی کتاب ''فن نقابت'' میں کلام شامل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ نیز ڈاکٹر احمد علی برقی اور جناب محمد عارف قادری کا جنہوں نے منظوم خراجِ محبت پیش کیا اور جناب عبد القیوم طارق سلطانپوری کا بھی جنہوں نے بڑی محبت سے کتاب کا قطعہ تاریخ رقم کیا۔

کتاب کی اشاعت کے حوالے سے جناب حاجی حنیف نازش قادری، جناب یاور عظیم، جناب محمد عارف قادری کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہر مرحلے پر تعاون سے نوازا اور محمد عدیل بھائی کا جنہوں نے معاونت کی۔

اس مجموعہ کو اپنے لیے اور اپنے گھر کے تمام افراد والدہ، خالہ، شریکِ حیات، اور دونوں بھائیوں راشد اور یاسر کے لیے توشۂ آخرت سمجھتا ہوں۔

میرے سفرِ نعت کے دوران میرے والد گرامی، چچا اور برادرِ اصغر محمد ناصر قادری دنیا سے رخصت ہوئے میں اس موقع پر ان کے لیے بلندیٔ درجات کی دعا کرتا ہوں۔

طالبِ دعا

محمد آصف قادری

حمدِ باری تعالیٰ

اے خدا! سارے جہاں کو ہے بنایا تو نے
پھول کلیوں سے اِسے خوب سجایا تو نے

اپنی قدرت کے مظاہر سے زمیں کو ڈھانپا
اِس میں پھر لاکھوں خزانوں کو چھپایا تو نے

نام بھی تیرا نہ آتا تھا، خدایا ہم کو
عقل دی اور ہمیں خود ہی سکھایا تو نے

مانگتا جاؤں گا جب تک نہ بھرے گی جھولی
"ہو نہ مایوس" کا مژدہ ہے سنایا تو نے

پھر رہے تھے جو بھٹکتے ہوئے تاریکی میں
راستہ اُن کو اجالوں کا دکھایا تو نے

شکر بس تیرا ادا کرتا رہے یہ آصف
جس کو محتاج فقط اپنا بنایا تو نے

لَا تَقْنَطُوْا

حمدِ باری تعالیٰ

تُو خالق بھی مالک بھی ہے بحر و بر کا
تُو ہی تُو ہے رزّاق جن و بشر کا

نہ مال اور زر کا ، نہ شاہوں کے در کا
یہ بندہ ہے طالب، تری اک نظر کا

ہے تیری ہی قدرت سے لطفِ شب و روز
ترے دم سے ہی کیف شام و سحر کا

کسی اور سے میں نہ مانگوں گا مولا !
تُو رکھنا گدا مجھ کو اپنے ہی در کا

کرم مجھ پہ کر دے، کرم مجھ پہ کر دے
یہ ہے مدعا آصفِ بے ہنر کا

کرے عرض آصفِ بے نوا، کہ ہو خیر پر مرا خاتمہ
تو قبول کر یہ مری دعا، اے مرے خدا، اے مرے خدا

مناجات

اے خدا! اپنے نبی کی مجھے قربت دے دے
اپنی رحمت سے تو مجھ کو یہ سعادت دے دے

مانگتا ہے جو کوئی اُس کو حکومت دے دے
مجھ کو مولا! تو فقط قطرۂ رحمت دے دے

عمر بھر تیرا پرستار رہوں میں مولا!
اپنے محبوب کی بھی مجھ کو اطاعت دے دے

تیرے محبوب سے اک دعویٰ الفت ہے مجھے
میرے پیرایۂ الفت میں تو برکت دے دے

جو گناہوں میں پھنسے ہیں مرے مولا ان کو
صدقۂ رحمتِ عالم سے ہدایت دے دے

تیرے محبوب کے کوچے کی گدائی ہو نصیب
التجا ہے یہی دولت یہی ثروت دے دے

قابلِ رشک بنے دونوں جہاں میں آصف
اے خدا! بہرِ نبی مجھ کو وہ قسمت دے دے

قطعات

جس پر حضور آپ کا لطف و کرم ہوا
اُس بخت ور سے دور ہر اک رنج و غم ہوا
اُس میں شریک رحمتیں رب کی ہیں بے بہا
جس انجمن میں ذکرِ نبی دم بدم ہوا

......

اپنے مولا کی بس اک چشمِ عنایت مانگے
آنکھ سرکار کی بے پردہ زیارت مانگے
حور و غلماں کوئی چاہے کوئی جنت مانگے
ان کا دیوانہ مدینے کی اجازت مانگے

لب پر مرے حضور کی مدحت سدا رہے
قائم یونہی حضور کی نسبت سدا رہے
پڑھتا رہوں میں آپ پہ ہر دم درودِ پاک
مجھ پر خدائے پاک کی رحمت سدا رہے

......

نبی کا ذکر کرو تو سکون ملتا ہے
خزاں ہو پھر بھی شگفتہ سا پھول کھلتا ہے
زمین قلب پہ نعتوں کے پھول گرتے ہیں
نبی کے ذکر سے جب دل کا پیڑ ہلتا ہے

کوئی نہیں ہے ثانی ترا کائنات میں
اوصاف اِس قدر ہیں تری ایک ذات میں
آصف کی آرزو ہے کہ باقی تمام عمر
گزرے تو گزرے منقبت و حمد و نعت میں

......

نہیں جھکتے وہ ہر در پر نرالی شان ہوتی ہے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کی یہی پہچان ہوتی ہے
سکونِ قلب ملتا ہے نبی کا نام لینے سے
انہی کے دم سے ہر مشکل مری آسان ہوتی ہے

پھر تذکرۂ خواجۂ ذیشان کیا جائے
یوں روح کی تسکین کا سامان کیا جائے
ایمان کا ایقان کا آصفؔ ہے تقاضا
سب کچھ شہِ کونین پہ قربان کیا جائے

......

ہیں آپ مصطفیٰ بھی، ہیں آپ مجتبیٰ بھی
اوصاف کیا گنوں میں، ہیں نورِ کبریا بھی
آصفؔ میں سوچتا ہوں ہو گا وہ وقت کیسا
جب ہوں گے روبرو وہ، اور آئے گی قضا بھی

بس یہی اہتمام کرتے ہیں
ان کی مدحت مدام کرتے ہیں

ذکرِ خیر الانام کرتے ہیں
ہم یہی ایک کام کرتے ہیں

ہم سے عاصی بھی اے شہِ بطحا!
انتظارِ پیام کرتے ہیں

حاضری ان کے در پہ ہو جائے
آرزو خاص و عام کرتے ہیں

آپ کا در ہو اور ہمارا سر
یہ دعا صبح و شام کرتے ہیں

ہجر میں آپ کے شہِ بطحا!
میرے آنسو کلام کرتے ہیں

ان کی چوکھٹ پر تاجدار آ کر
خود کو ان کا غلام کرتے ہیں

خلد حصے میں ان کے آئے گی
ان کا جو احترام کرتے ہیں

سبز گنبد کی چھاؤں میں آصف
دیکھئے کب قیام کرتے ہیں

تدبیر ہی الگ ہے، تعبیر ہی الگ ہے
ان کے کرم سے اپنی تقدیر ہی الگ ہے

خورشید کی ضیا بھی کیا خوب ہے، بجا ہے
پر نورِ مصطفیٰ کی تنویر ہی الگ ہے

عشاقِ مصطفیٰ ہیں سب قابلِ ستائش
مداحِ مصطفیٰ کی توقیر ہی الگ ہے

دیکھی ہے جب بھی میں نے ٹھنڈی ہوئیں ہیں آنکھیں
آقا کے نقشِ پا کی تصویر ہی الگ ہے

مجھ کو ہر اک قدم پر یہ سرخرو کرے گا
نامِ نبی کی آصفؔ تاثیر ہی الگ ہے

ہیں فلک پر چاند تارے، سرورِ کونین سے
پا رہے ہیں فیض سارے، سرورِ کونین سے

وہ نہ ہوتے تو نہ ملتیں دو جہاں کی نعمتیں
بخت جاگے ہیں ہمارے، سرورِ کونین سے

عرش و فرش و لوح و کرسی سب کا ہے ان سے وجود
خُلد کے رنگیں نظارے، سرورِ کونین سے

مِل چکے ہیں مِل رہے ہیں اور ملتے جائیں گے
بے سہاروں کو سہارے، سرورِ کونین سے

ہے حقیقت ہم پہ اے آصف مسلسل رات دن
رحمتیں ہیں رب کے پیارے، سرورِ کونین سے

جونہی ان کا نام لیا ہے
سُونا دل آباد ہوا ہے

جب سے ان کا دامن تھاما
بگڑا ہوا ہر کام بنا ہے

خالق کا احسان ہے ہم کو
محبوبِ ذیشان دیا ہے

قریہ قریہ بستی بستی
ان کی رحمت کا چرچا ہے

کر دو کرم یا شاہِ مدینہ!
بندۂ خستہ در پہ پڑا ہے

بخش دیا یہ کہہ کر حق نے
میرے نبی کا مدح سرا ہے

شکر ہے قدرت نے آصف کو
نعتِ نبی لکھنے کو چُنا ہے

اے حبیبِ ربِ اکبر! آپ کے ہوتے ہوئے
کون اترے دل کے اندر آپ کے ہوتے ہوئے

کیسے چمکیں ماہ و اختر آپ کے ہوتے ہوئے
کیسے مہکیں مشک و عنبر آپ کے ہوتے ہوئے

کر رہے ہیں جب مری ہر اک ضرورت کا خیال
کیوں میں دیکھوں غیر کا در آپ کے ہوتے ہوئے

کس طرح بھائے مری آنکھوں کو دنیا کا جمال
اے حسینوں سے حسیں تر آپ کے ہوتے ہوئے

کاش ہوتا! ساقئ کوثر کے عہدِ پاک میں
میں بھی پڑھتا نعتِ انور آپ کے ہوتے ہوئے

کیا عذابوں سے ڈرائیں گے مجھے منکر نکیر
قبر میں محبوبِ داور آپ کے ہوتے ہوئے

جب مرے حامی ہیں آصفؔ شافعِ روزِ جزا
کیوں کروں میں فکرِ محشر آپ کے ہوتے ہوئے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ محترم شہِ امم
آپ ذی حشم شہِ امم

ہیں بہت ہی غم شہِ امم
کیجئے کرم شہِ امم

ہوں گے حاضری کے واسطے
کب سبب بہم شہِ امم

اس پہ فخر و ناز ہے ہمیں
آپ کے ہیں ہم شہِ امم

محوِ مدح رہتے ہیں مرے
اشک، لب ، قلم شہِ امم

کاش! میں بھی آ کے دیکھ لوں
آپ کا حرم شہِ امم

چہرہ آپ کا ہو سامنے
نکلے جب یہ دم شہِ امم

کل بروزِ حشر بھی مرا
رکھیے گا بھرم شہِ امم

خود کریں گے آصفِ حزیں
داخل ارم شہِ امم

آپ آئے ہوئے دو جہاں ضوفشاں
ہوگئے ہیں زمین آسماں ضوفشاں

ان کی آمد سے عالم ہوئے مستنیر
کیا مکاں اور کیا لا مکاں ضوفشاں

آپ کے نور سے مہر و مہ نور بار
آپ کے دم سے ہے کہکشاں ضوفشاں

آپ کا نام لیوا ہوں میں بھی شہا!
ہوں مرے بھی زبان و بیاں ضوفشاں

جو غلامی میں سرکار کی آ گئے
ہو گئے سب کے سب بے گماں ضوفشاں

سبز گنبد کے سائے ہیں طلعت فروز
کر گئے ہیں دلِ تیرگاں ضوفشاں

ان سے نسبت کو قائم رکھو گے اگر
قبر بھی ہو گی مثلِ جناں ضوفشاں

چھڑ گیا ذکر آصفؔ جو سرکار کا
ہو گیا سب سماں ضوفشاں ضوفشاں

جہاں میں ہیں آئے نبی اللہ اللہ
ملی ہے نئی زندگی اللہ اللہ

وہ نورِ خدا مصطفی آگئے ہیں
ہوئی ہر طرف روشنی اللہ اللہ

چراغاں ہے گھر گھر میں آمد پہ ان کی
سجی آج ہر ہر گلی اللہ اللہ

معطر ہوا ہے معنبر فضا ہے
گھڑی آئی میلاد کی اللہ اللہ

وہ آئے تو ہر سو بہار آگئی ہے
معطر ہوئی ہر کلی اللہ اللہ

جدھر سے گزرتے گئے میرے آقا
ہوا رحمتوں کی چلی اللہ اللہ

سماں کس قدر کیف آور ہے آصف
ہے نکھری ہوئی چاندنی اللہ اللہ

ہو گی کس سے بیاں عظمتِ مصطفیٰ
ہے وراء الوریٰ رفعتِ مصطفیٰ

ایک مجھ پہ تو کیا؟ ساری دنیا پہ ہے
شفقتِ مصطفیٰ ، رحمتِ مصطفیٰ

یاد رکھا ہمیشہ نہ بھولے اسے
کتنی خوش بخت ہے امتِ مصطفیٰ

اس حقیقت کو تسلیم سب نے کیا
روحِ قرآں ہے سیرتِ مصطفیٰ

ساری بے چینیاں دور ہو جائیں گی
دیکھ لوں گا میں جب صورتِ مصطفیٰ

سرخرو دین و دنیا میں ہو جاؤں گا
جب ہوا عامل سنتِ مصطفیٰ

دونوں اعزاز آصف مجھے مل گئے
نسبتِ مصطفیٰ، مدحتِ مصطفیٰ

اس کو ہے دو جہان کی راحت ملی ہوئی
جس کو ہے میرے شاہ کی چاہت ملی ہوئی

ان کو قسم خدا کی ہے جنت ملی ہوئی
جن کو شہِ امم کی ہے قربت ملی ہوئی

جو آلِ مصطفیٰ کو ہے عظمت ملی ہوئی
وہ اور بھی کسی کو ہے رفعت ملی ہوئی؟

ہیں بادشاہ دیکھ کے حیرت سے دم بخود
ان کے فقیر کو ہے وہ عزت ملی ہوئی

میں بھی تو ہوں غلام دیارِ حبیب کا
میری بھی ہے حضور سے نسبت ملی ہوئی

آتی ہے روز چوم کے روضہ حضور کا
بادِ صبا کو خوب ہے قسمت ملی ہوئی

ہوتی ہے صرف ان کی مدینے میں حاضری
جن کو حضور سے ہو اجازت ملی ہوئی

ہوتی ہے صرف مدحِ خدا و رسول میں
آصف مجھے ہے جتنی بھی طاقت ملی ہوئی

کرم آقائے ہر عالم کا ہم پر کیوں نہیں ہو گا
وسیلہ آل کا ہو کام بہتر کیوں نہیں ہو گا

لگی ہے لَو مدینے سے مرے تاریک دل کی جب
نگاہِ لطفِ آقا سے منور کیوں نہیں ہو گا

گہر بن جائے پل بھر میں نظر اٹھے جو ذرے پر
اشارے سے گدا ان کا سکندر کیوں نہیں ہو گا

جو آجائے گا سلطانِ مدینہ کی غلامی میں
ہمیشہ اوج پر اس کا مقدر کیوں نہیں ہو گا

جہاں پہ ہر گھڑی ہوتا ہو ذکرِ سرورِ عالم
خدا کے نور سے پُر نور وہ گھر کیوں نہیں ہوگا

دکھائی دیتا ہے جو خواب میں منظر مواجہ کا
نظر کے سامنے اک دن یہ منظر کیوں نہیں ہوگا

وہ اپنی زلف لہراتے ہوئے تشریف لائیں گے
لحد کا گوشہ گوشہ پھر معنبر کیوں نہیں ہوگا

وہ خود تشریف لا کر ہاتھ سینے پر رکھیں آصف
سکوں میں پھر مرا یہ قلبِ مضطر کیوں نہیں ہوگا

کیا شان ہے کیا رتبہ ان کا، سبحان اللہ سبحان اللہ
رکھتے ہیں وہ منصب سب سے جدا، سبحان اللہ سبحان اللہ

چہرے کے بیاں اوصاف کروں یا مدح کروں میں زلفوں کی
بے مثل ہیں وہ تو سر تا پا سبحان اللہ سبحان اللہ

کونین میں میرے آقا کی اک ذاتِ مقدس ہے ایسی
خود خالق بھی جس کا شیدا سبحان اللہ سبحان اللہ

جب میرے آقا چلتے تھے خوشبو سے مہکتے رستے تھے
اور ابر بھی سایہ کناں رہتا سبحان اللہ سبحان اللہ

رخ ان کا جدھر ہو جاتا ہے قبلہ بھی ادھر ہو جاتا ہے
ہے ان کی رضا میں رب کی رضا سبحان اللہ سبحان اللہ

اس حسنِ شہِ کوثر پہ فدا، آصف مری جاں اور دل بھی مرا
جس نے بھی اسے دیکھا تو کہا سبحان اللہ سبحان اللہ

ممتاز ہیں دنیا میں اسی ایک سبب سے
وابستہ ہیں ہم دامن سلطانِ عرب سے

ہے اور سخی کون شہنشاہِ امم سا
جو سائل در کو دے سوا اس کی طلب سے

کیا شان بیاں مجھ سے ہو دربارِ نبی کی
جبریل بھی حاضر جہاں ہوتے ہیں ادب سے

اللہ نے یوں کی ہے زباں ان کی مبارک
ہوتا ہے وہی آپ جو فرماتے ہیں لب سے

لب ہلنے سے پہلے وہ عطا کرتے ہیں مجھ کو
میں آیا غلامی میں ہوں سرکار کی جب سے

رہتا ہے شب و روز خیالوں میں مدینہ
دیکھوں گا میں آنکھوں سے یہ ارمان ہے کب سے

اے کاش! مدینے میں گزر جائے مری عمر
آصف یہ دعا مانگتا رہتا ہوں میں رب سے

محبوبِ رب کہیں شہِ والا کہ کیا کہیں
اتنا ہے رتبہ آپ کا بالا کہ کیا کہیں

تاریکیوں میں ڈوب چلا تھا یہ شہرِ دل
نورِ نبی نے ایسا اجالا کہ کیا کہیں

جو ڈگمگا رہے تھے رہِ زیست میں انہیں
یوں رحمتِ نبی نے سنبھالا کہ کیا کہیں

آساں ہوئے مراحل دنیا و آخرت
کام ایسا آیا ان کا حوالا کہ کیا کہیں

ایسے ہے جان ان پہ لُٹانے کو پیش پیش
ہر ایک ان کا چاہنے والا کہ کیا کہیں

آصف رہی نہیں کوئی حاجت، غنی ہوں میں
اس طرح مجھ کو آپ نے پالا کہ کیا کہیں

مجھ کو بھی ملے اذنِ سفر سیدِ سادات
ہے پیشِ نظر آپ کا در سیدِ سادات

مرجان نہ یاقوت، نہ الماس و جواہر
درکار ہے بس ایک نظر سیدِ سادات

روشن اسے کر دیجیے جلووں سے بسا کر
ویران ہے سنسان ہے گھر سیدِ سادات

یہ حاضر و ناظر کے عقیدے نے سکھایا
رکھتے ہیں غلاموں کی خبر سیدِ سادات

ﷺ مجھے اپنے ہی قدموں میں سلا لیں
اے میرِ امم خیرِ بشر سیدِ سادات

آصفؔ بھی ہے ادنیٰ سا تمنائیِ دیدار
طالب ہیں اگر شمس و قمر سیدِ سادات

حرا سے پھوٹی پہلی روشنی ہے
بہر سو روشنی ہی روشنی ہے

مدینے میں دیا ہے ایک روشن
زمانے بھر میں جس کی روشنی ہے

میں ان کے در کے زائر دیکھ لوں تو!
مرے دل میں اترتی روشنی ہے

سیاہی کا یہاں پر کام ہے کیا؟
مدینہ ہے چمکتی روشنی ہے

ذرا تم نام ان کا لکھ کے چومو!
تو دیکھو ملتی کتنی روشنی ہے

جو رکھتے ہیں محبت مصطفی کی
لحد میں ان کی رہتی روشنی ہے

تمنا ہے کہ دیکھوں میں بھی آصفؔ
ہرے گنبد کی کیسی روشنی ہے

دلِ آصف کیا ہے جس نے روشن
وہ بس مہرِ حرا کی روشنی ہے

خود کو یونہی تو نہیں محوِ سفر رکھا ہوا
سبز گنبد میں نے ہے پیشِ نظر رکھا ہوا

بس یہی اک سلسلہ ہے معتبر رکھا ہوا
دامن خیر الوریٰ ہے تھام کر رکھا ہوا

اس لیے تو تازہ دم رہتا ہوں ہر دم دوستو!
ذکر ان کا لب پہ ہے شام و سحر رکھا ہوا

منزلیں خود راستہ میرا بھلا دیکھیں نہ کیوں؟
ان کی مدحت کو ہے جب رختِ سفر رکھا ہوا

دور کر دیتی ہے سب امراض، ملتی ہے شفا
خاکِ طیبہ میں اثر ہے اس قدر رکھا ہوا

روح تن سے اِس گھڑی اے کاش! ہو جائے جدا
آپ کی دہلیز پر ہے میں نے سر رکھا ہوا

دو جہاں میں ہیں رسولِ ہاشمی حامی ترے
حوصلہ رکھ، دل میں آصفؔ کیوں ہے ڈر رکھا ہوا

ہے سکونِ قلب کا سامان نعتِ مصطفیٰ
عاشقانِ مصطفیٰ کی جان نعتِ مصطفیٰ

خود خدائے پاک کرتا ہے ثنا سرکار کی
دیکھ لو ہے سب کا سب قرآن نعتِ مصطفیٰ

آرزو ہے میں بھی کہلاؤں ثنا خوانِ نبی
دو جہاں میں ہو مری پہچان نعتِ مصطفیٰ

عشقِ شاہِ انبیا کو بخشتی ہے یہ جلا
اور تازہ کرتی ہے ایمان نعتِ مصطفیٰ

کیا سماں ہو گا وہ آصف سامنے سرکار کے
پیش کرتے ہوں گے جب حسان نعتِ مصطفیٰ

جس نے سرکارِ دو عالم کا زمانہ دیکھا
اس کی آنکھوں نے کوئی ان کے سوا نہ دیکھا

جس کا سرکار کے دربار پہ جانا دیکھا
اس کے دامن میں تو رحمت کا خزانہ دیکھا

خُلق سرکار کا ہے سب سے بلند اور عظیم
برلبِ دشمنِ جاں بھی یہ ترانہ دیکھا

دین کی شمع جلائے جو لہو سے اپنے
پنجتن کا ہی فقط ایسا گھرانہ دیکھا

شہر تو اور بھی دیکھے ہیں جہاں میں آصفؔ
شہر، طیبہ سا بھی کیا تم نے سہانا دیکھا؟

رونق دو جہاں آپ ہیں
حسنِ کون ومکاں آپ ہیں

کہہ رہا ہے کلامِ خدا
باعثِ کن فکاں آپ ہیں

آپ آئے تو کلفت مِٹی
راحتِ عاشقاں آپ ہیں

سب رسولوں نے تعلیم دی
مرسلِ مرسلاں آپ ہیں

ذاتِ حق بے نشاں ہے مگر
ذاتِ حق کے نشاں آپ ہیں

اس پہ آصفؔ کا ایمان ہے
ہادیٔ انس و جاں آپ ہیں

صد شکر کہ سرکار کا میں مدح سرا ہوں
ہے اُن کا کرم مجھ پہ کہ میں وقفِ ثنا ہوں

کیوں کھاؤں بھلا ٹھوکریں در در کی جہاں میں
جب قاسمِ نعمت کا ازل سے میں گدا ہوں

بخشی ہے مجھے مدح سرائی کی سعادت
آقا! میں دل و جان سے ممنونِ عطا ہوں

عشق ان کا ہو ہر سینۂ بے نور میں روشن
لے کر میں ضیا ان کی محبت کی چلا ہوں

کیوں سطوتِ شاہاں کے قصائد کروں مرقوم
خوش بخت ہوں سرکار کا میں نغمہ سرا ہوں

کیا خاک گرائیں گے مجھے اہلِ زمانہ
تھامے ہوئے جب آپ کے دامن کو کھڑا ہوں

سرکار سے نسبت پہ مجھے ناز ہے آصف
رکھیں گے وہی لاج بھلا ہوں کہ برا ہوں

مجھ پہ سرکارِ دو عالم کے ہیں احساں کتنے
ہیں مگر اک شبِ دیدار کے ارماں کتنے

یاد جب رحمتِ عالم کو کیا مشکل میں
یک بیک مرحلے مجھ پہ ہوئے آساں کتنے

عشقِ سرکار اگر دل میں بسا لو اپنے
ہاتھ بخشش کے لئے آئیں گے ساماں کتنے

میری کشتی کے نگہبان ہیں میرے آقا
کچھ نہیں خوف کہ اب آئیں گے طوفاں کتنے

اب تو سرکار! مجھے بھی یہ سعادت بخشیں
پیش ہوتے ہیں وہاں روز ہی مہماں کتنے

بھیک جاری ہے چلے آؤ درِ اقدس پر
بھر چکے آپ کے فیضان سے داماں کتنے

اذنِ سرکار نہ ہو تو نہیں ممکن آصف
وہ بلائیں تو نکل آتے ہیں امکاں کتنے

تمہاری یاد جو دل کا قرار ہو جائے
تو میرے دل کی فضا پُر بہار ہو جائے

تمہارے اُسوۂ کامل میں ہے نجات اپنی
خدا کرے کہ یہ اپنا شعار ہو جائے

تمہیں خدا نے بنایا ہے حسن کا پیکر
جھلک جو دیکھے تمہاری نثار ہو جائے

ہے ڈوبنے ہی کو کشتی مری تلاطُم میں
نظر تمہاری جو اُٹھے تو پار ہو جائے

تمہارے نُور سے روشن ہوئے جہاں سارے
ہمارا دل بھی تو اب نُور بار ہو جائے

مرے حضور میری آرزوئے دل یہ ہے
سگانِ طیبہ میں میرا شمار ہو جائے

رہے نہ گُل کی نہ گُلشن کی پھر طلب کوئی
اگر نصیب میں طیبہ کا خار ہو جائے

مدینے جائیں گے آصف مدینہ دیکھیں گے
جو اک نگاہِ شہِ ذی وقار ہو جائے

مرے آقا! یہ مجھ پہ آپ کا احسان ہو جائے
یہ عاصی آپ کے دربار کا مہمان ہو جائے

مری پوری ہر اک حسرت ہر اک ارمان ہو جائے
جو میری جان اُن کی آن پر قربان ہو جائے

رہے ذکرِ مبارک آپ کا وردِ زباں ہر دم
بروزِ حشر بخشش کا یہی سامان ہو جائے

نہیں خالی کوئی جاتا مرے سرکار کے در سے
گدا بھی پائے ان سے بھیک تو سلطان ہو جائے

جو چاہے آپ کو مخلوق میں ہر ایک سے بڑھ کر
وہی انسان بے شک کامل الایمان ہو جائے

گدائے خواجۂ بطحا مرا اعزاز ہے آصفؔ
سعادت ہے اگر میری یہی پہچان ہو جائے

آؤ مہرِ حرا کی بات کریں
روشنی پر مذاکرات کریں

بھیج کر ذاتِ مصطفیٰ پہ درود
ساری آسان مشکلات کریں

ان پہ قربان جان سے ہو کر
جاوداں کیوں نہ ہم حیات کریں

ہو گی آمد حضور کی، آؤ!
منعقد ایک بزمِ نعت کریں

ان سے منسوب ہو کے اے آصف
معتبر کیوں نہ اپنی ذات کریں

زمین آپ کی ہے اور آسمان آپ کا
ہیں جانِ کائنات آپ، ہر جہان آپ کا

صبا بھی آپ کی ہے اور یہ گھٹا بھی آپ کی
یہ شاخ وگل ہیں آپ کے، یہ گُلستان آپ کا

ہر ایک نام سے عظیم تر ہے نامِ مصطفی
ہراک مکان سے بلند تر مکان آپ کا

بھنور میں ڈوبنے کا خوف میں کروں تو کیوں کروں
کنارے آپ کے ہیں اور درمیان آپ کا

مرے حضور سے کوئی یہ پوچھ کر تو آئے اب
کب آصف آپ کا، بنے گا میہمان آپ کا

رکھتا ہوں دل میں کتنے ہی ارمان آپ کے
قدموں میں پیش کر دوں دل و جان آپ کے

کر لیں ہمیں قبول بس اپنی جناب میں
سرکار بن کے آئے ہیں مہمان آپ کے

دشمن کے جَور وظلم کو کرتے رہے معاف
کس کس پہ اے کریم ہیں احسان آپ کے

حسرت ہے آؤں آپ کے دربار پر میں، پھر
ہو جاؤں کاش! قدموں پہ قربان آپ کے

آقا کریں گے سب کی شفاعت بروزِ حشر
ہوں گے حوالے سارے پریشان آپ کے

آصف بھی کاش! آ کے پڑھے نعت اس طرح
پڑھتے تھے جیسے سامنے حسانؓ آپ کے

میں جب درِ رسول پہ جا کر مچل گیا
یکسر مری حیات کا نقشہ بدل گیا

چشمِ کرم حضور کی جس پر بھی ہو گئی
دونوں جہاں کی آفتوں سے وہ نکل گیا

شہرِ نبی کی برکتیں دیکھو ہیں کس قدر
جو بھی گیا ہے اس کا مقدر بدل گیا

شاہوں سے بڑھ کے مرتبہ ایسے گدا کا ہے
سلطانِ دو جہاں کے جو ٹکڑوں پہ پل گیا

بیڑا تھا ڈوبنے ہی کو طوفان میں مرا
نظریں اٹھیں حضور کی فوراً سنبھل گیا

قسمت میں کاش! ایسا بھی ہو کہہ اٹھیں سبھی
آصفؔ کا جالیوں کے قریں دم نکل گیا

لب پہ نعت و سلام ہے آقا!
آپ کا فیض عام ہے آقا!

ہم غلاموں کا ورد کیا کہیے!
صبح آقا ہے شام ہے آقا

رشک کرتی ہے اس پہ اک دنیا
آپ کا جو غلام ہے آقا!

کاش! نافذ ہو ساری دنیا میں
آپ کا جو نظام ہے آقا

آپ کی نعت روز و شب کہنا
اب تو بس ایک کام ہے آقا!

لاج رکھ لیں حضور آصف کی
یہ اک ادنیٰ غلام ہے آقا!

کرو نہ واعظو! ، حور و قصور کی باتیں
سناؤ مجھ کو فقط تم حضور کی باتیں

کبھی ہو ذکرِ مدینہ کبھی ہو ذکرِ رسول
تمام عمر ہوں ایسی سرور کی باتیں

زبور ہو کہ ہو توریت یا کہ ہو انجیل
ہوئی ہیں سب میں نبی کے ظہور کی باتیں

خدا کا شکر کہ ایمان بالیقیں ہے مرا
حضور سنتے ہیں نزدیک و دور کی باتیں

عطا ہوئی ہیں پیمبر کو عظمتیں کیا کیا
نہیں احاطۂ عقل و شعور کی باتیں

ہوئی جو آپ کو معراج اس کا کیا کہنا
اگرچہ حق ہیں وہ موسیٰ سے طور کی باتیں

کلامِ پاک میں میرے خدا نے کیں آصفؔ
حضور ہی کے حوالے سے نور کی باتیں

روشن یہ کائنات ہے، سرکار آپ سے
ہر تیرگی کو مات ہے سرکار آپ سے

پھیلا ہوا ہے نور دو عالم میں آپ کا
تزئین شش جہات ہے، سرکار آپ سے

یہ جن و انس شمس و قمر بحر و بر گھٹا
ہر ایک کو ثبات ہے، سرکار آپ سے

ہے آپ ہی کے ذکر سے ہر دن مرا حسیں
پُر کیف میری رات ہے، سرکار آپ سے

میں نعت گو نہ تھا تو کوئی جانتا نہ تھا
مشہور میری ذات ہے، سرکار آپ سے

آصفؔ کی زندگی میں ہمہ دم سجی ہوئی
بزمِ تصورات ہے، سرکار آپ سے

مہتاب و آفتاب نہ ان کی ضیا سے ہے
جو نور کائنات میں مہرِ حرا سے ہے

قاسم ہیں جب حضور تو پھر کیوں نہ سب کہیں
جو کچھ بھی مل رہا ہے انہی کی عطا سے ہے

کرنا سلام عرض مرا بھی حضور سے
اتنی سی التجا مری بادِ صبا سے ہے

عشقِ رسولِ پاک میں گزرے تمام عمر
میری دعا یہ خالقِ ارض و سما سے ہے

کرتا ہوں ناز میں بھی مقدر پہ اس لیے
وابستگی مری بھی درِ مصطفیٰ سے ہے

آئے گی موت مجھ کو نہ دیدار کے بغیر
رکھی امید میں نے یہ اپنے خدا سے ہے

دنیا و قبر و حشر میں آصف ہزار شکر!
پہچان میری اپنے نبی کی ثنا سے ہے

آپ شہِ ابرار ہوئے ہیں
دو جگ کے سردار ہوئے ہیں

ان کی اطاعت کرنے والے!
جنت کے حقدار ہوئے ہیں

ان کی رحمت ڈھال بنی ہے
جب بھی مجھ پر وار ہوئے ہیں

دور ہوئے جو ان کے در سے
در در یونہی خوار ہوئے ہیں

جو ہیں بھکاری ان کے نگر کے
کس نے کہا نادار ہوئے ہیں

جس دم ان کی نعت پڑھی ہے
رحمت کے آثار ہوئے ہیں

جن رستوں سے گزرے آقا
کتنے خوشبودار ہوئے ہیں

قدموں میں جو ان کے سوئے
بخت ان کے بیدار ہوئے ہیں

جونہی نام لیا ہے ان کا
پَل میں پُل سے پار ہوئے ہیں

یہ ہے کرم سرکار کا آصف
نعت کے جو اشعار ہوئے ہیں

آپ کا جوں ہی ہونٹوں پہ نام آئے گا
مشکلوں کا وہیں اختتام آئے گا

دل میں حسرت ہے میرے یہ شام و سحر
کب مدینے سے مجھ کو پیام آئے گا

جس کا سرکار پر ہو چکا ہے نزول
تا قیامت نہ ایسا کلام آئے گا

مقتدی جس کے اقصیٰ میں تھے انبیا
بعد ان کے نہ ایسا امام آئے گا

آپ کے عشق میں جو تڑپتا رہے
اس کے ہاتھوں میں کوثر کا جام آئے گا

پھر چٹکتی رہے گی وہاں چاندنی
جب لحد میں وہ ماہِ تمام آئے گا

دامن مصطفیٰ تھام لو عاصیو!
حشر میں یہ وسیلہ ہی کام آئے گا

عرض کرتا ہے آصف یہی رات دن
آپ کے در پہ کب یہ غلام آئے گا

مداوائے رنج و الم چاہتا ہوں
حضور ایک چشمِ کرم چاہتا ہوں

مجھے اپنی الفت سے سرشار کر دیں
نہ دنیا نہ باغِ اِرم چاہتا ہوں

مری آرزو کاش! ہو جائے پوری
نکل جائے چوکھٹ پہ دَم چاہتا ہوں

خوشی مجھ کو مل جائے گی دو جہاں کی
میں دِل میں فقط اُن کا غم چاہتا ہوں

حضور آپ کے عشق میں لمحہ لمحہ
دلِ مضطرب چشمِ نم چاہتا ہوں

گناہ گار ہوں میں قیامت کا دن ہے
کرم چاہتا ہوں کرم چاہتا ہوں

سرِ حشر اے کاش! آصف وہ کہہ دیں
"ہمارا ہے" اتنا بھرم چاہتا ہوں

وہ زمیں ہے اور وہ آب و ہوا ہی اور ہے
شہرِ سلطانِ مدینہ کی فضا ہی اور ہے

شاہِ بطحا کی غلامی کا مزا ہی اور ہے
ان کی چوکھٹ پر جو آئے وہ قضا ہی اور ہے

کتنے شاہانِ جہاں پلتے ہیں ان کی بھیک پر
قاسمِ نعمت ہیں وہ ان کو عطا ہی اور ہے

آپ کی مدحت کا ہے اک سلسلہ ام الکتاب
ان کے خالق نے جو کی ہے وہ ثنا ہی اور ہے

سب حسنیانِ جہاں کہتے تھے اُن کو دیکھ کر
اِن کی چھب ہی اور ہے ان کی ادا ہی اور ہے

چاند سورج کھنچتے آتے ہیں مدینے کی طرف
گنبدِ پُرنور کی آصف ضیا ہی اور ہے

اپنی الفت عطا کیجئے
یہ کرم مصطفیٰ کیجئے

رحمتِ دو جہاں آپ ہیں
ہم پہ رحمت شہا کیجئے

ہم کو دیدارِ سرکار ہو
عاشقو! یہ دعا کیجئے

چاہیے گر رضائے خدا
مصطفیٰ! مصطفیٰ کیجئے

قلب مضطر مجھے بھی عطا
شاہِ ہر دوسرا کیجئے

گرمیٔ حشر ہے یانبی
جامِ کوثر عطا کیجئے!

اپنے آصف پہ چشمِ کرم
سرورِ انبیاء کیجئے

رکھتا ہے جو بھی دل میں عقیدت حضور کی
ہوتی ہے اُس پہ خاص عنایت حضور کی

اللہ کا بڑا ہی کرم اُس پہ ہو گیا
جس کو عطا ہوئی ہے محبت حضور کی

معراج پر ہیں دیکھ کے، حیران جبرئیل
وہ عظمت و سیادت و رفعت حضور کی

دونوں جہاں میں ہوگیا وہ شخص سرخرو
قسمت سے مل گئی جسے قربت حضور کی

کرتا ہوں میں ثنائے نبی اِس یقین سے
محشر میں بخشوائے گی نسبت حضور کی

جب تک مرے وجود میں آصفؔ یہ دم رہے
کرتا رہوں میں ہر گھڑی مدحت حضور کی

جو بھی اُن کی گلی میں آیا ہے
اس نے قدموں کا نور پایا ہے

ناز ہے ہم کو ایسی ہستی پر
جس کا ثانی نہ کوئی سایہ ہے

ہو گیا اُن کے رو برو حاضر
گر شجر کو کبھی بلایا ہے

ڈھال لو خود کو اُن کی سیرت میں
یہی اسلام نے سکھایا ہے

جب بھی آیا لبوں پہ نامِ نبی
ہم نے آصفؔ سُرور پایا ہے

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصطفی کو رات دن جو یاد کرتے ہیں
مدینے میں بلا کر آپ اُن کو شاد کرتے ہیں

جنہیں رب نے پکارا ، رحمۃ للعلمین کہہ کر
میری تو ہر مصیبت میں، وہی امداد کرتے ہیں

جو رکھتے ہی نہیں دل میں، نبی کے عشق کی دولت
خدا شاہد ہے اپنی زندگی برباد کرتے ہیں

ہوئے بے حال ہیں حالات سے، اللہ خبر لیجئے
گدا ہیں آپ کے ہم، آپ سے فریاد کرتے ہیں

ہزاروں ہو گئے حاضر، بلایا آپ نے جن کو
اب آصف دیکھئے کب وہ تمہیں ارشاد کرتے ہیں

عشقِ سرکار میں جو دل بھی تڑپتا ہوگا
اپنا ایمان ہے تا حشر مہکتا ہوگا

میرے سرکار کے چہرے کی ضیا ہے اتنی
شمس بھی دیکھ کے آنکھوں کو جھپکتا ہوگا

جس پہ چل کر میرے سرکار مدینے پہنچے
کتنا خوش بخت مدینے کا وہ رستہ ہوگا

کیا جلائے گی بھلا نارِ جہنم اس کو
جو محبت میرے سرکار سے رکھتا ہو گا

زندگی بھر نہ کسی اور سے مانگے گا کبھی
میرے سرکار کے ٹکڑوں پہ جو پلتا ہو گا

نامِ احمد کا وظیفہ جو ہو لب پر آصف
دیکھنا پھر یہ مقدر بھی چمکتا ہو گا

دو عالم میں بٹتا ہے صدقہ نبی کا
حسینؓ و حسنؓ فاطمہؓ اور علیؓ کا

جہاں بادشہ بھی ہیں دامن پسارے
خوشا کہ گدا ہوں میں ایسے سخی کا

مدینے میں سرکار مجھ کو بلا لیں
میں ہوں منتظر کب سے ایسی گھڑی کا

کلامِ خدا، جن و انس و ملک میں
کہاں پر نہیں ذکر ان کی گلی کا

مدینے میں یارب! مجھے موت آئے
یہی مدعا ہے مری زندگی کا

مدینے کا اِک خار مل جائے آصفؔ
میں طالب نہیں پھول کا یا کلی کا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہے رحمتِ یزداں کا امیں گنبدِ خضریٰ
سرکار کا وہ نورِ مبیں گنبدِ خضریٰ

پُر کیف ہے دلکش ہے بہت اِس کا نظارہ
انگشتریِ دنیا ہے، نگیں گنبدِ خضریٰ

مِل جائے اگر اذن تو سرکار میں دیکھوں
پُرنُور وہ کعبہ وہ حسیں گنبدِ خضریٰ

ہے کتنا کرم مجھ پہ کہ جس سمت بھی دیکھوں
آتا ہے نظر مجھ کو وہیں گنبدِ خضریٰ

آصف کی تمنا ہے یہی اور دعا ہے
موت آئے تو ہو میرے قریں گنبدِ خضریٰ

ہُوا نہ ہوگا جہان بھر میں، کوئی رسالت مآب جیسا
بجز نبی کے کسے ملا ہے صحیفہ اُم الکتاب جیسا

وہ ایسے اخلاق کے ہیں پیکر، عدو بھی ان کو پکارے صادق
کوئی نہ لایا نہ لا سکے گا، وہ لائے ہیں انقلاب جیسا

اُنہیں کو رحمت بنا کے بھیجا، ہے عالمیں کے لئے خدا نے
ملے گا نہ مل سکا کسی کو، ملا ہے اُن کو خطاب جیسا

وہ لائے تشریف جب جہاں میں، مٹا اندھیرا ہُوا اسویرا
ازل کی تاریکیوں میں بھیجا، خدا نے وہ آفتاب جیسا

جو اُن کے دربار کے ہیں زائر، وہ کہہ رہے تھے یہ مجھ سے آصف
مدینے جانا پلٹ بھی آنا، ہمیں یہ لگتا ہے خواب جیسا

کیا حسیں میرا مقدر ہو گیا
اُن کے در کا میں گداگر ہو گیا

اُن کے در سے مانگنے والا فقیر
ہم نے یہ دیکھا سکندر ہو گیا

لائے جب تشریف وہ نورِ خدا
یہ جہاں سارا منور ہو گیا

خواب میں چوما جو ان کا نقشِ پا
باطن و ظاہر معطر ہو گیا

اس سے بڑھ کون ہو گا خوش نصیب
جس کو دیدارِ پیمبر ہو گیا

جب بھی آصف پر کوئی مشکل پڑی
نامِ احمد جاری لب پر ہو گیا

ہے شہروں میں شہ کار، شہرِ مدینہ
نبی کا ہے دربار شہرِ مدینہ

سماک و سمک ہوں کہ ہو بیتِ معمور
سبھی کا ہے دلدار شہرِ مدینہ

یہی ہے تمنا یہی آرزو ہے
کہ دیکھوں میں اک بار شہرِ مدینہ

شہنشاہِ کونین میرے نبی ہیں
ہے شہروں کا سردار شہرِ مدینہ

کسی اور جانب نظر کیوں اٹھائے
جو دیکھے بس اک بار شہرِ مدینہ

یقیں مجھ کو آصف ہے مرشد کے صدقے
دکھائیں گے سرکار شہرِ مدینہ

جاہ کا نَے حشم کا طالب ہوں
شاہِ بطحا! کرم کا طالب ہوں

کب بھلا جامِ جم کا طالب ہوں
میں تو دیدِ حرم کا طالب ہوں

جن کا صدقہ سبھی کو ملتا ہے
ان کی چشمِ کرم کا طالب ہوں

ایک اُن کا مدینہ مل جائے
حُور کا نے اِرم کا طالب ہوں

ہر گھڑی اُن کی مدح جو لکھّے
میں تو ایسے قلم کا طالب ہوں

ہجرِ سرکار میں رہے جو تر
میں اُسی چشمِ نم کا طالب ہوں

عرشِ اعظم پہ جو گئے آصف
اُن کے نقشِ قدم کا طالب ہوں

ذکرِ سرکار سے ہے فضا مطمئن
پھول، خوشبو، چمن اور ہوا مطمئن

بھیج کر ذاتِ والا پہ پیہم درود
ہیں گدائے شہِ دوسرا مطمئن

آئی ہے روضۂ پاک کو چوم کر
کیوں نہ اڑتی پھرے پھر صبا مطمئن

مشکلوں میں جو دی میں نے ان کو صدا
مضطرب دل مرا ہو گیا مطمئن

میں ازل سے غلامی میں ہوں آپ کی
ہوں اس اعزاز پر میں بڑا مطمئن

سامنے آپ کا روئے انور رہے
یوں رہوں میں بوقتِ قضا مطمئن

ان کی یادوں میں آصفؔ ہوا محو جو
میں نے دیکھا ہمیشہ رہا مطمئن

کتنا پُر کیف سا اُس وقت سماں ہوتا ہے
جب مدینے کی طرف کوئی رواں ہوتا ہے

ساتھ لے جائے کوئی عازمِ طیبہ مجھ کو
دل کی حسرت ہے مگر ایسا کہاں ہوتا ہے

دید کب ہو گی میسر کہ مری آنکھوں سے
روز اشکوں سے غمِ ہجر بیاں ہوتا ہے

اُسی دربار کا ادنیٰ سا گدا ہوں میں بھی
جھولی پھیلائے جہاں سارا جہاں ہوتا ہے

مشکلیں کیوں نہ ہوں آسان ہماری آصفؔ
ذکر سرکار کا جب زیبِ زباں ہوتا ہے

میری زباں پہ محمد ﷺ کا نام آجائے
یہی وظیفہ سرِ حشر کام آجائے

خدایا صبحِ مدینہ مجھے بھی دکھلا دے
کہ پہلے دید سے میری نہ شام آجائے

میری دعا ہے کہ فضلِ خدا سے دنیا میں
میرے حضور کا کامل نظام آجائے

یہی غلامیِ سرکار کا تقاضا ہے
جہاں حضور پکاریں غلام آجائے

میں سمجھوں اوج پہ اپنا نصیب اے آصف
جو شہرِ طیبہ سے مجھ کو پیام آجائے

رہتے ہیں مرے دل میں ارمان مدینے کے
کب مجھ کو بلائیں گے سلطان مدینے کے

روتے ہیں تڑپتے ہیں، کہتے ہیں یہ دیوانے
کس روز بنیں گے ہم مہمان مدینے کے

اے کاش! مدینے میں سرکار جو بلوالیں
ہوجائیں دل وجاں سے قربان مدینے کے

رہتے ہیں سدا ان کے دل کیفِ حضوری میں
پڑھتے ہیں قصیدے جو ہر آن مدینے کے

اب تاب نہیں مجھ میں دوری کی شہِ بطحا!
ہو جائیں بہم اک دن سامان مدینے کے

میرے لئے سب آصفؔ تعظیم کے لائق ہیں
وہ سنگ و شجر ہوں یا انسان مدینے کے

تاجدارِ اُمم! ، ہو کرم ہو کرم
دور ہوں رنج و غم، ہو کرم ہو کرم

اور کچھ بھی نہیں مانگتا آپ سے
ہو کرم! ہو کرم! ہو کرم! ہو کرم!

صدقے سِبطَین کے اِذن دے دیجئے
آئیں چوکھٹ پہ ہم ہو کرم ہو کرم

آپ کے عشق میں کاش! روتا رہوں
ہو عطا چشمِ نم، ہو کرم ہو کرم

ہے دعا سبز گنبد کے سائے تلے
بس نکل جائے دم ہو کرم ہو کرم

آصفِ پُر خطا کا شہِ دوسرا
آپ رکھیئے بھرم، ہو کرم ہو کرم

جو بھی سرکار کی توصیف و ثنا کرتا ہے
سنّتِ ربِّ دو عالم وہ ادا کرتا ہے

خود ہی مشکل میں پڑی ہوتی ہے اس دم مشکل
نام مشکل میں جو آقا کا لیا کرتا ہے

ہے عقیدہ کہ وہ آتے ہیں مدد کو اس کی
جو مصیبت میں صدا ان کو دیا کرتا ہے

ٹوٹ جاتا ہے خدا سے بھی تعلق اس کا
قطع جو رشتہ پیمبر سے کیا کرتا ہے

قابلِ رشک ہیں بے شک وہ جہاں میں آصف
عشق جن کو بھی خدا ان کا عطا کرتا ہے

زندگی عشقِ محمد ﷺ میں گزاری جائے
آخرت اپنی اسی طَور سنواری جائے

دیدِ طیبہ کو ترستا ہوں میں اک مدت سے
روز دربار پہ یہ بادِ بہاری جائے

قافلے والو! مجھے ساتھ ہی لیتے جانا
جانبِ طیبہ سواری جو تمہاری جائے

حسن دنیا کا بھلا کیسے سما سکتا ہے
دل میں تصویر جو طیبہ کی اتاری جائے

اُن کے دربار کی کیا شان ہے دیکھو آصف
تاج والا بھی وہاں بن کے بھکاری جائے

میں دنیا کی شہرت نہ زر مانگتا ہوں
بس آقا کرم کی نظر مانگتا ہوں

نہیں اور کوئی مرے دل کی خواہش
مدینے میں چھوٹا سا گھر مانگتا ہوں

وہ ذرے جو نعلین پا سے ہوئے مَس
میں ان سے وہ لعل و گہر مانگتا ہوں

پہنچ جاؤں گا میں بہشتِ بریں میں
مدینے کے شام و سحر مانگتا ہوں

سرِ حشر جو کام آجائے میرے
میں سرکار سے وہ ہنر مانگتا ہوں

نصیب ان کا دیدار ہو مجھ کو آصف
یہی میں بہشتِ نظر مانگتا ہوں

یا نبی! دَر پہ بلائیں
گنبدِ خضریٰ دکھائیں

خواب میں تشریف لا کر
بخت میرے بھی جگائیں

زیست کا حاصل یہی ہے
جان و دِل ان پر لُٹائیں

وِرد ہو صلِّ علیٰ کا
کیسے غم نزدیک آئیں

روشنی گھر بھر میں ہو گی
دیپ نعتوں کے جلائیں

کیا کوئی میرا بگاڑے
جب میرے آقا بچائیں

کیا خبر آصفؔ کہ ہم بھی
اِس برس طیبہ کو جائیں

یاد طیبہ کا نگر آنے لگا
حاضری کا شوق تڑپانے لگا

بادشاہوں کو بھی شرمانے لگا
بھیک جب سے آپ کی پانے لگا

آپ کا پُرنور چہرہ دیکھ کر
چودھویں کا چاند شرمانے لگا

ابرِ رحمت بن کے نامِ مصطفی
بارشِ انوار برسانے لگا

تھامنے ان کا کرم آیا مجھے
جب غمِ دوراں سے گھبرانے لگا

پیار آصف مجھ سے سب کرنے لگے
گیت ان کے جب سے میں گانے لگا

ابتداء حضور ہیں انتہا حضور ہیں
مقتدی ہیں انبیا مقتدا حضور ہیں

پوری آب وتاب سے ساری کائنات میں
جو کرے ہے روشنی وہ دیا حضور ہیں

باقی سب فریب ہے اور سارا جھوٹ ہے
زندگی گزارنے کا ضابطہ حضور ہیں

جب نہ تھے ملائکہ اور نہ کائنات تھی
حرفِ کُن سے قبل کا واقعہ حضور ہیں

اُن کے دم سے رحمتیں عام ہیں جہان میں
رب کی رحمتوں کا ایک سلسلہ حضور ہیں

آصفِ حزیں نہ ڈر اُن پہ تو یقین کر
عاصیوں کا حشر میں آسرا حضور ہیں

پار لگ جائیں گے اک دن یہ سفینے آصف
مجھ کو بلوائیں گے سرکار مدینے آصف

جتنے ذروں پہ پڑی سیّد والا کی نظر
بن گئے سارے کے سارے وہ نگینے آصف

کیا بتاؤں مرے سرکار کا رتبہ کیا ہے
کی ہے رب سے بھی ملاقات نبی نے آصف

اپنی انگلی کے اشارے سے کریں چاند کو شق
شان پائی ہے کہاں؟ ایسی کسی نے آصف

اُن فضاؤں کے کمالات بتاؤں کیا کیا
بھر دیئے زخم مرے ان کی گلی نے آصف

روز پہنچوں میں بصد شوق درِ آقا پر
کاش! مل جائیں مجھے ایسے قرینے آصف

اُن کے قدموں میں ہی آئے گا مرے دل کو سکوں
جن کی فرقت سے مجھے دیتی نہیں جینے آصف

نبی علیہ السلام آئے
لیے خدا کا پیام آئے

بہار کیوں نہ عروج پر ہو
کہ انبیا کے امام آئے

انہی کے دم سے جہاں ہیں روشن
جو بن کے ماہِ تمام آئے

وہی مبارک زباں ہے جس پر
درود آئے سلام آئے

انہی کی ہے ایک ذات ایسی
جو دشمنوں کے بھی کام آئے

یہی ہے دیکھا کہ ان کے در سے
کبھی نہ خالی غلام آئے

مچی ہے ہر سمت دھوم آصف
حبیب ربُ الانام آئے

کیوں مجھ پہ نہ رحمت کی ہو برسات مسلسل
پڑھتا ہوں درود اُن پہ میں دن رات مسلسل

اک بار پکارا تھا محبت سے محمد ﷺ
اُس وقت سے ہیں مجھ پہ عنایات مسلسل

جب ذکرِ شہِ والا سے لَو میں نے لگائی
ہوتے گئے بہتر مرے حالات مسلسل

طوفان کی موجیں ہوں کہ آندھی ہو بلا کی
تھامے ہوئے مجھ کو ہے وہ اِک ذات مسلسل

مل جائے اگر مجھ کو حضوری کی سعادت
میری بھی رہے ان سے ملاقات مسلسل

سرکار کا یہ مجھ پہ کرم کتنا ہے آصف
ہے ساتھ مرے نعت کی سوغات مسلسل

ہیں ارمان دل میں ہمارے ہزاروں
مدینے کے دیکھیں نظارے ہزاروں

مجھے ایک ان کا سہارا ہے کافی
کروں کیا میں لے کے سہارے ہزاروں؟

لگاتے نہ جو آپ سینے سے آقا!
کہاں جاتے پھر غم کے مارے ہزاروں

بھنور میں لیا ان کا جب نامِ نامی
وہیں بن گئے پھر کنارے ہزاروں

لگے ان کے نعلین سے جو بھی ذرے
کریں رشک ان پر ستارے ہزاروں

دعا ہے مدینے کی گلیوں میں آصف
شب و روز اپنے گزارے ہزاروں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہے مرکز مدینہ ہے محور مدینہ
سبھی عاشقوں کا ہے دلبر مدینہ

میرے دل کی دنیا بدل سی گئی ہے
ہُوا نقش جب سے ہے دل پر مدینہ

مری کشتیٔ شوق اُس میں رواں ہے
کہ ہے نُور کا اک سمندر مدینہ

کسی کا کوئی اور اگر ہے تو ہو گا
مرا مدعا ہے برابر مدینہ

میں خود موت کا خیر مقدم کروں گا
ملے بہر مدفن مجھے گر مدینہ

جیوں بھی مروں بھی مدینے میں آصف
میں جاؤں گا حسرت یہ لے کر مدینہ

مجھ پہ بھی چشمِ کرم ماہِ رسالت کرنا
التجا ہے یہ مری اتنی عنایت کرنا

کاش! میرے بھی مقدر میں یہی لکھا ہو
رات دن آپ کے روضے کی زیارت کرنا

مجھ کو خوش بخت اسی واسطے سب کہتے ہیں
کہ مرا عشق ہے سرکار کی مدحت کرنا

ہیں گنہ گار و خطا کار مگر آپ کے ہیں
ہم سیہ کاروں کی محشر میں شفاعت کرنا

کام آئے گا یہی دونوں جہاں میں آصف
آپ کے اسوۂ کامل کی اطاعت کرنا

کیوں خدا کی نہ ہو اُس پہ رحمت سدا
جس کے دل میں ہے آقا کی چاہت سدا

ہوں غلامِ شہنشاہِ کونین جب
ناز کیوں نہ کرے مجھ پہ قسمت سدا؟

قبر میں بھی رہے حشر میں بھی رہے
جیسے دنیا میں ہے ان سے نسبت سدا

ہو بقیعِ مبارک میں مدفن مرا
یوں میسر رہے ان کی قربت سدا

ہے دعا سانس آصفؔ کی جب تک رہے
یہ کرے اپنے آقا کی مدحت سدا

دو جہاں میں مصطفیٰ سا کون ہے؟ کوئی نہیں!
رب نے ان جیسا بنایا کون ہے؟ کوئی نہیں!

میرے آقا میرے مولا ماسوائے آپ کے
ہم غریبوں کا سہارا کون ہے؟ کوئی نہیں!

جس طرح امت کی خاطر وہ رہے ہیں اشکبار
اسطرح آنسو بہاتا کون ہے؟ کوئی نہیں!

غیر بھی یہ مانتے ہیں جُز شہِ کونین کے
لامکاں تک اور پہنچا کون ہے؟ کوئی نہیں!

ایک ہی پل میں مٹا دیں درد و غم میرے سبھی
آپ کے جیسا مسیحا کون ہے؟ کوئی نہیں!

تاج ختم المرسلیں کا سر پہ ہے جن کے سجا
ان سا لاثانی و یکتا کون ہے؟ کوئی نہیں!

واسطے جن کے بنی آصفؔ یہ ساری کائنات
ان سا ارفع ان سا اعلیٰ کون ہے؟ کوئی نہیں!

ہمیں دربار میں اپنے بُلائیں یارسول اللہ
ہمارے دل کی یہ حسرت مٹائیں یارسول اللہ

ہمیں یہ اذن دے دیجئے کسی دن آ کے روضے پر
ہم آ کر حالِ دِل اپنا سنائیں یارسول اللہ

یہی فریاد ہے تشریف لا کر خواب میں اک دن
ہمارے بختِ خوابیدہ جگائیں یارسول اللہ

مرا پژمردہ دل بھی پھول کی مانند کِھل اٹھے
جو مل جائیں مدینے کی فضائیں یارسول اللہ

عطا ہو یانبی! مجھ کو سکونِ قلب کی دولت
مرے سَر سے ٹلیں ساری بلائیں یارسول اللہ

یقیناً آصفِ غم دیدہ بھی ہو دید کے قابل
جو قدموں میں مجھے اپنے سلائیں یارسول اللہ

اپنی قسمت کو اَوج پر دیکھا
جس نے آقا کو اک نظر دیکھا

ہجر میں آپ کے شہِ بطحا!
آنکھ کو آنسوؤں سے تر دیکھا

جو ہُوا اُن کے در سے وابستہ
اُس کو دنیا میں معتبر دیکھا

غیر کو بھی لگائیں سینے سے
مہرباں اُن کو اِس قدر دیکھا

اُن کی رحمت کا سایہ ہے ہر سو
جا کے آصفؔ نگر نگر دیکھا

کس قدر سرکار کی ہے پیاری پیاری گفتگو
عرش پہ رب نے بُلا کے آپ سے کی گفتگو

چاہے دشمن جان کا تھا ہو گیا وہ آپ کا
جس نے آقا آپ کی اک بار سن لی گفتگو

اُس گھڑی بارانِ رحمت کی جھڑی محسوس کی
جب کسی نے آپ کی رحمت کی چھیڑی گفتگو

سوچتا ہوں کس قدر ہو گا وہ منظر دلنشیں
جب صحابہ سن رہے ہوتے تھے ان کی گفتگو

میں ریاض الجنۃ میں ہوتا جو آصف اک حجر
ناز کرتا جب بھی سنتا ان کی میٹھی گفتگو

دو عالم میں جو نور پھیلا ہُوا ہے
یہ مہرِ حرا سے اُجالا ہُوا ہے

گدا پر کرم ان کا ایسا ہوا ہے
نہ سہما کبھی اور نہ تنہا ہوا ہے

برستی ہے رب کی سدا اُس پہ رحمت
درِ مصطفی جس نے تھاما ہُوا ہے

نہ بھائے گا اُن کو کوئی اور منظر
مدینہ جن آنکھوں نے دیکھا ہُوا ہے

نظر پڑ گئی جس پہ میرے نبی کی
کہیں پہ بھی پھر وہ نہ رسوا ہُوا ہے

اسے یہ زمانہ گرائے گا کیسے؟
جسے مصطفی نے سنبھالا ہُوا ہے

بکھیرے گا کیسے کوئی ہم کو آصف
محبت نے اُن کی سمیٹا ہُوا ہے

کتنے عالی شان ہوئے
جو اُن کے مہمان ہوئے

گرے جو ان کے قدموں میں
سیرابِ عرفان ہوئے

ذکرِ آقا سے حاصل
راحت کے سامان ہوئے

آپ پکارے اَنَا لَہَا
جب اپنے انجان ہوئے

کیا اُس کی تفصیل لکھیں؟
ہم پہ کیا احسان ہوئے

اب تو آصفؔ طیبہ میں
جانے کے اِمکان ہوئے

ہیں حبیبِ خدا مدینے میں
سب کے مشکل کُشا مدینے میں

خوش نصیبوں نے جا کے دیکھی ہے
نور کی اِنتہا مدینے میں

رات دن ہر گھڑی برستا ہے
ابرِ جود و عطا مدینے میں

وقت آئے کہ جا کے میں بھی کروں
اُن کی مدح و ثنا مدینے میں

اُن کے کوچے میں جا کے رہتے ہیں
شاہ بن کر گدا مدینے میں

حاصلِ زندگی ہے یہ ارماں
ہو مرا خاتمہ مدینے میں

کاش! مل جائے مجھ کو بھی آصفؔ
بہرِ مدفن جگہ مدینے میں

مرے سرکار کا دربارِ پُر انوار کیا کہنا
برستی ہے جہاں پر رحمتِ غفار کیا کہنا

سوالی بن کے آجاؤ جو چاہو مانگ لو اُن سے
کسی کو بھی تو وہ کرتے نہیں انکار کیا کہنا

بتاتے غیب کی خبریں ہیں اُمت کو مرے آقا
خدا کے فضل سے ہیں واقفِ اسرار کیا کہنا

وہی سارے جہاں میں نعمتیں تقسیم کرتے ہیں
اُنہیں رب نے بنایا مالک و مختار کیا کہنا

محبت سے عنایت سے مرے آقا مرے مولا!
بنائے آپ نے اپنے سبھی اغیار کیا کہنا

سجی ہے نعت تری ذکر سے سرکار کے آصفؔ
ترے الفاظ کیا کہنا ترے اشعار کیا کہنا

کب ہے مہ و نجوم کے انوار کی طلب
مجھ کو فقط ہے رحمتِ سرکار کی طلب

اب تو حضور خواب میں تشریف لائیے
کب سے ہے مجھ کو آپ کے دیدار کی طلب

صحرائے طیبہ جس نے بھی دیکھا ہے ایک بار
اس کو ہوئی نہ پھر گل و گلزار کی طلب

دونوں جہاں میں راحتیں پانے کے واسطے
رکھتا ہوں اُن کے سایۂ دیوار کی طلب

احوال عرض کرنے کی حاجت نہیں مجھے
وہ جانتے ہیں عاجز و بیمار کی طلب

چشمِ کرم حضور کی آصف پہ جب ہوئی
دل میں رہی نہ درہم و دینار کی طلب

نعت کیا لکھوں شہِ ابرار کی
خود خدا مدحت کرے سرکار کی

اُس پہ بارش کیوں نہ ہو انوار کی
ہو گئی جس پر نظر سرکار کی

کب ہے خواہش درہم و دینار کی؟
بھیک بس مل جائے اُن کی پیار کی

ذرۂ خاکِ شفا کے سامنے
کیا ہے وقعت لعل کے انبار کی؟

خارِ طیبہ ہے مرے پیشِ نظر
بات کیا چھیڑوں گل و گلزار کی؟

ہوں حبیبِ پاک کے در کا گدا
کیا یہ خوش بختی نہیں نادار کی؟

ہے یقیں حاصل مجھے ہو جائے گی!
دید اُن کے گنبد و مینار کی

اُن کے کوچے میں ملے دو گز زمیں
التجا ہے بیکس و ناچار کی

ہیں شفیع المذنبیں آقا مرے
کیوں بھلا ہو فکر مجھ کو نار کی

ہو کرم آصفؔ پہ بھی شاہِ امم!
بھیک کر دیجئے عطا دیدار کی

بخشی گئی جو نعمتِ مدح و ثنا مجھے
"شاید کبھی لگی تھی کسی کی دعا مجھے"

حیرت سے دیکھتے ہیں سبھی اغنیا مجھے
اتنا مرے نبی نے کیا ہے عطا مجھے

رکھتا ہوں دل میں خواہشِ دیدارِ شہرِ نور
لے چل درِ حضور پہ بادِ صبا مجھے

مانگا ہے میں نے ان کے وسیلے سے جب کبھی
رب نے دیا ہمیشہ طلب سے سَوا مجھے

دیدارِ مصطفیٰ ہی مرے غم کا ہے علاج
دیتے رہو طبیبو! کوئی بھی دوا مجھے

اعزاز کم نہیں ہے یہ آصف مرے لیے
پہچانتے ہیں طیبہ کے سارے گدا مجھے

مدینے کی فضا ہے اور میں ہوں
مرا بختِ رسا ہے اور میں ہوں

تصور میں سنہری جالیاں ہیں
عطائے مصطفیٰ ہے اور میں ہوں

پرِ روح الامیں لگ جائیں مجھ کو
بلاوا آپ کا ہے اور میں ہوں

جھکا ہے سر نبی کے آستاں پر
یہی صبح و مسا ہے اور میں ہوں

عبادت ہی عبادت ہو رہی ہے
شہِ دیں کی ثنا ہے اور میں ہوں

مجھے معراج حاصل ہو رہی ہے
نبی کا نقشِ پا ہے اور میں ہوں

چمک اٹھی ہے قسمت میری آصف
کرم سرکار کا ہے اور میں ہوں

فیض ہے سلطانِ ہر عالم کا جاری واہ وا
پا رہی خلق خدا ہے جس کو ساری واہ وا

ہیں زمانے کے شہنشاہوں پہ بھاری واہ وا
آستانِ نور کے ہیں جو بھکاری واہ وا

یاد پیارے مصطفیٰ کی پُرسکوں کرتی ہے اور
دور کر دیتی ہے دل کی بے قراری واہ وا

مل گیا ہے آپ کا رحمت بھرا دامن ہمیں
خوب نسبت اور قسمت ہے ہماری واہ وا

اے خوشا! قسمت، مدینے حاضری کے واسطے
بار بار آتی ہے جس انساں کی باری واہ وا

ہے یہ فیضانِ نظر آصف، رضا کا بالیقیں
نعت جو تم نے سنائی پیاری پیاری واہ وا

ذکرِ احمد اپنی عادت کیجیے
اس طرح اظہارِ الفت کیجیے

چاہتے ہیں گر خدا کی رحمتیں
پیارے آقا سے محبت کیجیے

اُن کی یادیں دل میں رکھئے ہر گھڑی
اور یوں سامانِ راحت کیجیے

دو جہاں میں سرخرو ہو جائیے
ہر عمل پابندِ سنت کیجئے

بول اٹھیں گے قبر میں منکر نکیر
آ گئے آقا زیارت کیجئے

حشر میں ہو گی یہ بخشش کا سبب
رات دن آقا کی مدحت کیجئے

رحمۃ للعلمین کے طفیل
یا نبی! ہم پر بھی رحمت کیجئے

آپ ہیں مخلوق کے حاجت روا
پوری آصف کی بھی حاجت کیجئے

جسے ان کے در کی گدائی ملی ہے
اسے پھر کسی چیز کی کیا کمی ہے

وہ شمس الضحیٰ ہیں وہ بدر الدجیٰ ہیں
جو پھیلی ہے ہر سو یہی روشنی ہے

بہار اُن کے دم سے ہے ہر دم چمن میں
اُنہی کی بدولت کھلی ہر کلی ہے

نہ در اُن کے در سا کوئی ہے جہاں میں
نہ اُن کی گلی جیسی کوئی گلی ہے

مِلا ہے مجھے جب سے سرکار کا غم
مرے چار جانب خوشی ہی خوشی ہے

پکاروں نہ کیوں اپنے آقا کو آصف
''اِسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے''

ایک شعر

میں خوش نصیب ہوں آصفؔ بوقتِ رخصت بھی
زباں پہ جاری حبیبِ خدا کی مدحت ہے

سلام بحضورِ امامِ عالی مقام رضی اللہ عنہ

کربلا ہے نشاں شہادت کا
استعارہ وفا و جرأت کا

سارا کنبہ نثارِ دیں کر کے
حق ادا کر دیا امامت کا

آ گئی پھر نمی سی آنکھوں میں
آ گیا پھر مہینہ حرمت کا

دل میں لہرا رہا ہے میرے عَلَم
آلِ اطہار کی محبت کا

پنجتن کا غلام ہوں آصف
خوف کیوں کر ہو پھر قیامت کا

سلام بحضور امامِ عالی مقام رضی اللہ عنہ

بیان کیسے ہو مجھ سے بھلا مقامِ حسین
خدا نے اتنا کیا ہے بلند نامِ حسین

ہوئے ہیں یوں تو ہزاروں شہید دنیا میں
نہیں ہے ثانی کوئی آپ کا امامِ حسین

حیات نام ہے، راہِ خدا میں مرنے کا
یہی تو حوصلہ دیتی ہے مجھ کو شامِ حسین

وہ جا رہے ہیں مدینے سے کربلا کی طرف
کہا قبول ہو شہرِ نبی سلامِ حسین

اب اس سے بڑھ کے شرف اور کیا ملے آصف
بنا دیا ہے خدا نے مجھے غلامِ حسین

سلام بحضور امامِ عالی مقام رضی اللہ عنہ

دینِ احمد کے لئے کنبہ لٹانے والے
چھوڑ کر گھر یہ ہیں کربل کو بسانے والے

کہہ گئے ابنِ علی، سن لو یزیدو! ہم ہیں
ظلم کے آگے کبھی سر نہ جھکانے والے

سب کچھ ان کا ہے، یہی مالکِ کوثر بھی ہیں
نوکِ نیزہ پہ وہ قرآن سنانے والے

آخرِ کار وہ خود صفحۂ ہستی سے مٹے
بڑے آئے تھے وہ آل اُن کی مٹانے والے

کون ہیں آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ آصف
دین کی راہ میں سر اپنا کٹانے والے

سلام بحضور امام عالی مقام رضی اللہ عنہ

عقیدت کے محور، حسین ابن حیدر
شہیدوں کے رہبر، حسین ابن حیدر

کریں دین حق کے لیے کربلا میں
فِدا تن بہتّر ، حسین ابن حیدر

سواری کریں دوشِ پر مصطفی کے
ہیں زہرا کے دلبر، حسین ابن حیدر

یہ کہتے ہوئے آ گئے حضرتِ حُر
بنا دو مقدر، حسین ابن حیدر

قیامت میں بھی آپ کا قربِ اقدس
مجھے ہو میسر، حسین ابن حیدر

نہ کیونکر عطا ہو مجھے باغِ جنت
سفارش کریں گر، حسین ابن حیدر

وظیفہ ہے میرا ہر اک غم میں آصفؔ
حسین ابن حیدر، حسین ابن حیدر

سلام بحضور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہزاروں ہوں درود اُن پر، ہزاروں ہوں سلام اُن پر
وہ ہیں سلطانِ بحر و بر، ہزاروں ہوں سلام اُن پر

اشارے سے قمر توڑیں، بُلائیں تو شجر دوڑیں
گواہی جن کی دیں پتھر، ہزاروں ہوں سلام ان پر

مدینے کے وہ بام و در، پکڑ کر اور جھکا کر سر
کہیں ہم سب یہی مل کر، ہزاروں ہوں سلام ان پر

جو رحمت کی رِدائیں دیں، جو دشمن کو دعائیں دیں
عطا و جود کے پیکر، ہزاروں ہوں سلام ان پر

کوئی بے گھر بھی آجائے، کوئی بے زر بھی آجائے
وہ لوٹاتے ہیں بھر بھر کر، ہزاروں ہوں سلام ان پر

مِرا آصف یہ ہے ایمان، ہر اک دکھ کے ہیں وہ درماں
وہی دکھیوں کے ہیں یاور، ہزاروں ہوں سلام ان پر

حرف حرف خوشبو

ماان مدحت محمدا بمقالتی   لکن مدحت مقالتی بمحمد

ایک بزرگ فرماتے ہیں میں نے خواب میں ابوہمام کو ان کے وصال کے بعد دیکھا کہ ان کے سر پر ایک تاج ہے جس پر موتیوں اور جواہر کی لڑیاں ہیں جو کہ جگمگا رہی ہیں۔ میں نے پوچھا۔ حضرت آپ نے یہ انعام کیسے حاصل کیا تو اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ یہ موتیوں کی لڑی حوضِ کوثر والی حدیث پاک کے بیان کرنے کا انعام ہے اور یہ موتیوں والی لڑی جو تم دیکھ رہے ہو یہ شفاعت والی حدیث بیان کرنے کا انعام ہے اور یہ فلاں حدیث اور یہ فلاں حدیث کے لکھنے اور روایت کرنے کا انعام ہے۔ (شرح الصدور)

مہر حرا کا مطالعہ کیا تو کلام کے ظاہری اور باطنی حسن نے بہت متاثر کیا۔ فوراً ٹھان لی کہ جناب کی اجازت سے اس کلام کو اپنی کتاب "فن نقابت" میں شامل کروں گا اور ساتھ ہی بے ساختہ دل سے یہ دعا نکلی کہ اے رب کریم عزوجل محمد آصف قادری صاحب سے ان کے سچے سچے اور میٹھے بولوں کے صدقے ایسا راضی ہو جیسا ابوہمام سے ہوا اور ان کے کلام کو امام شرف الدین بوصیریؒ اور شیخ سعدیؒ کے کلام کی طرح سدا سلامت تا قیامت زندگی عطا فرما۔ مہر حرا جان کائنات ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیے گئے ایسے گلہائے عقیدت کا گلدستہ ہے جو اہلِ ایمان کی روح کو تر و تازہ کرتا ہے اس مبارک کتاب کو علم و عشق کی آمیزش سے لکھا گیا ہے بلکہ علم و حکمت کے گلستان سے لائے پھولوں کو عشق کے آب زلال سے سیراب کیا گیا ہے اور عشق کے زور آور گھوڑے کو عقل و معرفت کی لگامیں ڈالی گئی ہیں۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ روح محبت و الفت مصطفی ﷺ کی موسلا دھار بارش میں پاک سے پاک تر ہوتی جا رہی ہے اور کیف و مستی کی منزل سے آشنا ہو رہی ہے۔

ہر کہ عشق مصطفی سامان اوست   بحر و بر در گوشہ دامان اوست
مصطفی برساں خویش با کہ دہرہ ہمہ اوست   گر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

والسلام

ڈاکٹر محمد اعظم رضا تبسم

(اسلام آباد)